یونی فارم سول کوڈ، اتراکھنڈ ۲۰۲۴ء کا تحقیقی وشرعی جائزہ
اوراس کے سماج پر پڑنے والے مضراثرات پر جامع گفتگو

یونی فارم سول کوڈ
اوراس کے اثرات

زیر نگرانی
امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ
سجادہ نشین خانقاہ رحمانی، مونگیر

ترتیب واضافہ
مفتی جنید احمد قاسمی
استاذ جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر

شائع کردہ
دارالاشاعت، خانقاہ رحمانی، مونگیر، بہار

❖ نام کتاب : یونی فارم سول کوڈ اور اس کے اثرات
❖ مرتب : مفتی جنید احمد قاسمی
❖ صفحات : ۱۳۶
❖ سن اشاعت : جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ، نومبر ۲۰۲۵ء
❖ سیٹنگ : محمد ذوالقرنین قاسمی بیگوسرائیوی
قاسمی گرافکس روسڑا (+91 8899979171)
❖ ناشر : حافظ محمد امتیاز رحمانی

ملنے کے پتے:

دارالاشاعت، خانقاہ رحمانی مونگیر، بہار
ادارۂ علم و حکمت ڈومریا، رانی گنج، ارریا، بہار
مکتبہ نعیمیہ، مکتبہ دارالکتاب، و مکتبہ زمزم دیوبند
مکتبہ احسان، لکھنؤ

تحقیق کنندگان:

۱۔ جناب مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی صاحب
۲۔ جناب مولانا مفتی جنید احمد قاسمی صاحب
۳۔ جناب مولانا مفتی شمشیر حیدر قاسمی صاحب
۴۔ جناب مولانا محمد نور الدین ندوی صاحب
۵۔ جناب مولانا مفتی محمد جاوید اقبال قاسمی صاحب
۶۔ جناب مولانا مفتی زبیر احمد ثانی قاسمی صاحب
۷۔ جناب حافظ ڈاکٹر حفظ الرحمن صاحب

فہرست موضوعات

موضوعات — صفحات

موضوعات	صفحات
تحقیق کنندگان:	۳
حرف چند	۸
کلمات تمہید	۱۱
مقدمہ: یونی فارم سول کوڈ: تعریف وحقائق	۱۵
یونی فارم سول کوڈ بل کی قانونی حیثیت	//
اترا کھنڈ بل کے مجموعی دفعات: 392	۱۶
تعدد ازدواج کی مخالفت	۱۷
تعدد ازدواج مختلف مذاہب میں	//
بل میں شادی کے لئے فطری عمر کی مخالفت	۱۸
فطری عمر کی مخالفت کے مفاسد	۱۹
بعض غیر محرم خواتین کو بھی محرمات میں شامل کردیا گیا	//
سائنسی طور پر کزن سے نکاح کا کوئی نقصان نہیں	۲۰
یہ بل خود ہندو مذہب کے خلاف ہے	//
نکاح کے رجسٹریشن کو لازمی قرار دینا	۲۱
باب طلاق	//
باب وصیت ووراثت: جانشینی	۲۲
باب: لیو اِن ریلیشن شپ	//
گزارشات	۲۳
شکریہ نامہ	//

باب اول (نکاح)

- اولاد کی قسمیں ۲۶
- لیوان ریلیشن شپ کا شرعی حکم اور اس کے سماجی نقصانات ۳۰
- غیر محرمات کو محرمات میں داخل کرنا شریعت میں مداخلت ۳۲
- محرمات وغیر محرمات اور طلاق یافتہ سے رشتے اور وراثت کا حکم ۳۶
- موجودہ قانون کا ردعمل بھی بعض اوقات قتل کی کوشش کے طور پر نکل سکتا ہے ۳۹
- گود لینے سے اور سروگیسی سے رشتہ ثابت نہیں ہوتا ۴۰
- ناجائز خون والے رشتے کا حکم ۴۲
- جائداد میں انٹرسٹ ۴۴
- شادی کی عمر، نابالغ کی تعریف ۴۵
- وصیت کے معتبر ہونے کے لئے رجسٹریشن کو لازمی قرار دینا ۴۸
- لیوِان ریلیشن شپ خاندانی نظام کے لئے تباہی کا ذریعہ ۵۱
- غیر محرم بالغ مرد وعورت کا ایک ساتھ رہنا ناجائز ہے ۵۲
- لیوِان ریلیشن شپ کا حکم ۵۳
- مرد بہ یک وقت چار شادی تک کرسکتا ہے عورت نہیں ۵۴
- ولی کے ذریعے نکاح کا حکم ۵۸
- نکاح کے لیے کسی عمر کی تحدید نہیں ۵۹
- رسم ورواج یا عرف سے محرمات کی تحدید نہیں کی جاسکتی ۶۲
- شادی صرف شرعی طریقوں سے ہی معتبر قرار دی جاسکتی ہے ۶۳
- نکاح اور طلاق کا لازمی رجسٹریشن ۶۵
- طلاق اور عدت ۶۷

❑ مدت حمل میں نکاح کا حکم ٦٨

باب دوم (طلاق و فسخ نکاح)

❑ بالجبر نکاح کا حکم ٧١
❑ زوجین کے مابین علاحدگی کے لئے عدالت کا سہارا لینا ٧٢
❑ مزید وضاحت مع ذکر اسباب ٧٤
❑ فسخ نکاح کے لیے شرعی عدالت سے رجوع ٧٨
❑ تبدیلی مذہب کی بنیاد پر بقاء و فسخ نکاح کے احکام ٨١
❑ عورت ایک نکاح میں رہتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ٨٦
❑ ایک سے زائد بیویاں فسخ نکاح کا باعث نہیں ٩٠
❑ فسخ و تفریق نکاح کے تفصیلی اسباب ٩١
❑ تفریق کی بنیادیں ٩٢
❑ علیحدگی کے لئے کسی مدت کی ضرورت نہیں ٩٤
❑ طلاق کے لیے عدالت کی ضرورت نہیں ٩٥
❑ نکاح کے بعد کبھی بھی علیحدگی ہو سکتی ہے وقت کی تحدید ضروری نہیں ٩٧
❑ مسلم پرسنل لاء کے خلاف قانون سازی نہیں کی جا سکتی ٩٨
❑ اسلام میں یہ شرائط ہیں ٩٩
❑ طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے احکام ١٠٠
❑ نکاح کو باطل قرار دینے کی بعض غیر شرعی بنیادیں ١٠٣
❑ کسی بھی عمر میں نکاح پر سزا درست نہیں ١٠٦
❑ طلاق یا فسخ نکاح پر شرعاً کوئی سزا نہیں ١٠٩
❑ طلاق مغلظہ کی بابت سمجھانے والوں کے لیے سزا غیر شرعی ١١٠

باب سوم (نان ونفقہ اور وصیت ووراثت)

- شریعت نے بیوی پر کسی طرح کی مالی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے ۱۱۳
- نان ونفقہ اور سکنی کے علاوہ شوہر پر کوئی اور خرچہ واجب نہیں ۱۱۵
- وراثت کا قانون اسلامی اصول وراثت سے متصادم ۱۱۷
- ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت ۱۲۴
- ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کا نفاذ ورثاء کی اجازت پر موقوف ۱۲۷
- مبہم وصیت کا حکم ۱۲۹
- شرط فاسد سے وصیت کا حکم ۱۳۰
- وراثت کا تحقق ۱۳۱
- تقسیم وراثت کے لیے ایک سال کی مدت کی قید درست نہیں ۱۳۲
- لیو اِن ریلیشن شپ کا شرعی حکم ۱۳۳
- یونی فارم سول کوڈ کسی طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۱۳۴
- کتابیات ۱۳۵

حرف چند

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب (دامت برکاتہم)
(سجادہ نشین خانقاہ رحمانی، مونگیر، بہار)

الحمدلله، رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين أما بعد!

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ ایک انتہائی حساس اور اہم موضوع ''یونیفارم سول کوڈ اور اس کے اثرات'' پر یہ جامع تجزیہ کتابی شکل میں آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ کتاب ایک اجتماعی علمی وتحقیقی کاوش کا نتیجہ ہے، جس میں جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر کے متعدد اہلِ علم اور محققین اساتذہ کرام نے شب و روز کی محنت کے ذریعے اس اہم مسئلے کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کیا ہے۔ اللہ تعالی ان سبھوں کو بھرپور بدلہ دے، آمین۔

یکساں سول کوڈ (UCC) اتراکھنڈ میں نافذ کیا جانے والا ایک غیر آئینی، جابرانہ اور امتیازی (arbitrary) قانون ہے جو بھارت کے بنیادی حقوق، عدالتی نظائر اور جمہوری اقدار کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 25 تا 29 ہر شہری کو مذہبی آزادی، ثقافتی شناخت اور اپنے عائلی قوانین پر عمل کرنے کا حق دیتے ہیں، جبکہ اتراکھنڈ UCC زبردستی یکسانیت مسلط کر کے ان حقوق کو سلب کرنے کی مذموم کوشش ہے۔ سپریم کورٹ کے کئی فیصلے یہ واضح کر چکے ہیں کہ ریاست کو شہریوں کے مذہبی و سول معاملات میں مداخلت کا اختیار نہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس قانون کا نفاذ اقلیتی برادریوں کی روایات اور ثقافت کو ختم کرنے کی کوشش ہے، جو دستور ہند

کے بنیادی ڈھانچے کے نظریے کے خلاف ہے اور جو یکسانیت کے پیرہن میں خطرناک نظیر قائم کرے گا۔ بھارت ایک کثیر المذاہب ملک ہے، جہاں یکساں سول کوڈ (یعنی پیدائش، نکاح، الگ ہونا، مرنا، وراثت، وغیرہ سے متعلق عقائد، عبادات، ورسومات تمام مذاہب کے لئے یکساں ہونا) جیسے قوانین جمہوری توازن کو تباہ کردیں گے اور مذہبی ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ حکومت پر اعتماد کو بھی پوری طرح مجروح کردیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہندوستانی دستور نے ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنی مذہبی آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق دیا ہے، جو بنیادی انسانی حقوق کا حصہ ہے۔ دستور میں یکساں سول کوڈ کی جو سفارش کی گئی ہے، وہ محض ایک تجویز ہے اور کسی بھی طرح بنیادی حقوق کو پامال کرنے کا جواز فراہم نہیں کرتی۔ نہایت ہی افسوس ناک بات ہے کہ حکومت کی طرف سے اس کو بنیاد بنا کر پرسنل لا (یعنی تکثیریت diversity کو ختم کر کے ایک فکر کو مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے)، اترا کھنڈ یو سی سی اس کی بین مثال ہے۔ جس سے یہ بات اور بھی واضح ہوگئی کہ موجودہ حکومت ایک خاص ذہنیت کی نمائندگی کرتی ہے اور اپنی قانون سازی کو اسی نظریے کے تحت تشکیل دے رہی ہے۔ حالانکہ حکومت دستور کے مطابق منتخب ہوئی ہے، اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ پوری دیانت داری سے بلا کسی تفریق کے عوام کے مفاد میں کام کرتی۔ لیکن عملی طور پر حکومت نے تہذیبی جنگ کو اپنا مشن بنالیا ہے اب مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو نہایت بیدار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اس سے اکثریت کو بھی خطرہ لاحق ہے، کوئی نہیں چاہتا کہ مرنے کے بعد وہ جہنم میں جائے، یہ بات ہم اکثریتی طبقے تک نہیں پہنچا پا رہے ہیں۔

بی جے پی حکومت نے پورے ملک میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی بھرپور کوشش کی تھی، لیکن عوامی دباؤ کے باعث اسے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس کے باوجود جمہوری تقاضے کو

مکمل نظرانداز کرتے ہوئے اتراکھنڈ میں بی جے پی حکومت نے اس بل کو اسمبلی سے پاس کروا کر نافذ کر دیا ہے جو کہ ملک کی سالمیت اور جمہوریت کی بقاء کے لیے خطرناک اور دستور ہند کی روح کے منافی ہے۔اس بل کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ یہ قانون ایک خاص منصوبے کے تحت لایا گیا ہے، جو نہ صرف شریعتِ مطہرہ سے متصادم ہے بلکہ معاشرتی امن اور مذہبی آزادی کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔

مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل ضابطۂ حیات موجود ہے۔ قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی، اور فقہ وفتاویٰ کی شکل میں ان کے پاس قوانین کا ایک جامع ذخیرہ ہے، جو زندگی کے ہر شعبے کے لیے مضبوط رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ اسلامی قوانین نہ صرف انسانی فطرت کے مطابق ہیں بلکہ ہندوستانی دستور سے بھی متصادم نہیں ہیں۔ ہندوستانی دستور نے مسلمانوں کو ان کے مذہبی قوانین پر عمل کرنے کی آزادی دی ہے اور مسلمانوں کو امن کے تحفظ کا حق دیا ہے۔لہذا اس سے چھیڑ چھاڑ کرنا اور اس پر عمل کو دشوار بنانا اقلیت کے ساتھ ایک طرح کی غداری ہے۔

ہماری دعاء ہے کہ یہ کتاب امت مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے اور سب لوگ اس بل کی خطرناکی کو سمجھ کر اس کے نقصانات سے دوسروں کو بھی آگاہ کریں۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھے اور ان کے دین وایمان کا محافظ بنے،آمین۔

احمد ولی فیصل رحمانی

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، سرپرست جامعہ رحمانی مونگیر

کلمات تمہید

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لانبي بعده، وبعد!

فروری ۲۰۲۴ء میں جب یونی فارم سول کوڈ بل، اتراکھنڈ اسمبلی سے پاس ہوا، اہل علم وفکر پریشان ہو گئے؛ کیوں کہ بل وراثت سے مستحقین کو محروم کرنے والا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا کر پیش کرنے والا تھا، راست طور پر یہ بل شریعت مخالف تھا۔ جہاں تک بل کے مشمولات پہنچے اہل ایمان میں اضطراب بڑھتا چلا گیا۔

مرکزی حکومت کے اعلان کے بعد سپریم کورٹ کی طرف سے عوام سے رائے طلب کی گئی تھی جس میں مسلمانوں نے کافی سوجھ بوجھ اور سمجھداری کا ثبوت دیا، جس کے سبب سرکار کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ مسلمانوں کی طرف سے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ، ومغربی بنگال، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور دیگر تنظیموں کی کوششوں سے چیف جسٹس آف انڈیا کو یو، سی، سی کی مخالفت میں تقریباً ترپین لاکھ میل گئے۔ جب کہ حمایت میں کوئی خاص دلچسپی نہیں دکھائی گئی۔ لیکن حکومت کی چونکہ نیت صاف نہیں تھی؛ اس لئے اس نے اتراکھنڈ اسمبلی سے یہ بل پاس کروالیا۔ اور اسی کو مثال بنا کر یو، سی، سی، پر ملک گیر قانون سازی کی اور پورے ملک میں اس کے نفاذ کی وکالت کی جانے لگی۔ جن مفکرین کو اس سلسلے میں بہت زیادہ تشویش ہوئی ان میں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی ذات گرامی تھی۔ حضرت امیر شریعت صاحب نے فی الفور ہم چند اساتذہ جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر کو ہدایت دی کہ اتراکھنڈ بل کا شرعی جائزہ لیا جائے۔ چنانچہ ہمیں انگریزی اور

اردو کاپیاں فراہم کی گئیں، بل کا جائزہ پوری توجہ اور محنت کے ساتھ لیا گیا۔ بعض اوقات ایک ایک نشست (ضروریات کے علاوہ) دس دس گھنٹے کی ہو جاتی تھی۔ اردو کاپی میں تعقیدات کی بھر مار تھی۔ اردو تراکیب اور جملوں کی ساخت ذہن کو پریشان کرنے والی تھی۔ بعض اوقات گنجلک اور بے ربط عبارتیں پوری ٹیم کو مطلوب تک پہنچنے میں ناکام بنا دیتی تھیں۔ جناب ڈاکٹر حفظ الرحمن صاحب اور مولانا نور الدین ندوی صاحب انگریزی نسخے سے موازنے کا کام کرتے تھے۔ اور ہم سب اردو، اور انگریزی میں مطابقت کے بعد کسی ایک نتیجے پر پہنچ کر دلائل، تجزیہ، تفصیل مسئلہ، وضاحت، اور تعلیقات لکھتے تھے۔ بعض عبارتیں ناقبل فہم تھیں۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کے ساتھ نظر ثانی کی گئی۔ انگریزی الفاظ کی گہرائی میں جا کر حضرت امیر شریعت مدظلہ نے بہت ساری جگہوں کو قابل فہم بنا دیا۔

حضرت مدظلہ العالی کے پاس چونکہ وقت کم ہوتا تھا؛ اس لئے ہم لوگوں نے حضرت کو اس بات پر تیار کر لیا تھا کہ جو وقت ہو وہی دے دیا جائے۔ چنانچہ تہجد کے بعد کا وقت دیا گیا۔ ہم شکر گزار ہیں اپنے ساتھیوں کے انھوں نے اس وقت میں بھی اپنی موجودگی درج کروائی۔ اور ہفتوں کی جدو جہد کے بعد تحقیق کا یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

یہ کام ابتداء مارچ ۲۰۲۴ء سے شروع ہوا اور شروع مئی ۲۰۲۴ء تک میں پورا ہو گیا۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی مینجنگ کمیٹی میں اس جائزے کو پیش کیا۔ تمام حضرات نے کام کو بہ نظر استحسان دیکھا اور بل کے خلاف آگے کی کارروائی کے لئے اس کام کو بنیاد قرار دیا گیا۔ یہ کام چونکہ ایکسل شیٹ میں تھا، حضرت امیر شریعت صاحب مدظلہ نے اس بے بضاعت کو حکم دیا کہ اسے کتابی شکل دے کر طباعت کروالی جائے۔ تاکہ افادہ عام ہو سکے۔ میں نے کمر ہمت باندھ لی، اور ایکسل سے ایم، ایس، آفس میں منتقل کیا وہاں سے کنورٹ کر کے ان پیج میں منتقل کیا۔ تمام دفعات پر عناوین لگائے۔ تمام دلائل کا اردو ترجمہ کیا۔ اور مقدمہ تحریر

کیا۔ مقدمہ مکمل جائزے کا خلاصہ ہے۔ امید ہے جائزہ پڑھنے سے پہلے مقدمہ پڑھنا مفید رہے گا ان شاء اللہ تعالی۔

اس جائزے کو نومبر ۲۰۲۴ء میں ہی منظر عام پر آجانا تھا، لیکن بعض وجوہات کی بنا پر تاخیر ہوتی گئی۔ پھر حکومت وقت نے وقف کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ اور بعض سیکولر مکھوٹے والی پارٹیوں سے سودے بازی کر کے دونوں ایوانوں سے وقف کے خلاف نیا کالا قانون پاس کروالیا۔ اس کالے قانون کے ردوتردید کے سلسلے میں ہم لوگ مشغول ہو گئے اور پھر یہ کام مؤخر ہو گیا۔

۲۰۲۵ء کے کئی مہینے گزر گئے۔ رفتہ رفتہ کام آگے بڑھتا رہا۔ پھر وہ وقت آگیا کہ یونی فارم سول کوڈ بل کے خلاف سپریم کورٹ میں تاریخ وار شنوائی چلنے لگی۔ اور ادھر اتراکھنڈ حکومت نے اپنے یہاں اس بل کے نفاذ کا نوٹیفیکشن بھی جاری کر دیا۔

ظاہر ہے قوم وملت کا درد رکھنے والوں کو پریشانی ہونی تھی سو ہوئی۔ ذہن ودماغ پر کالے قانون کا سیاہ بادل چھانا تھا سو چھایا۔ لیکن مسلمان ایک اللہ پر ایمان رکھتا ہے۔ برے حالات سے نبرد آزمائی اس کے خمیر میں شامل ہے۔ اسے برے حالات میں بھی بہتر راہ پر صبر کی اور جم جانے کی تاکید کی گئی ہے۔ البتہ برے حالات میں بہتر راہ پر ڈٹ جانے کے علاوہ ان سے نکلنے کی تدبیر کی بھی ہدایت دی گئی ہے۔

فی الحال تدبیر یہ ہے کہ پورے ملک کے علماء ودانشوران کو بل کی خطرناکی کو پڑھنا اور سمجھنا چاہیے اور تمام مسلمانوں کو اس کی خطرناکی سے آگاہ کرنا چاہیے۔ مسلم دشمن طاقتوں کی ہزیمت اور شکست وریخت کے لیے سیاسی تدبیر کے ساتھ اپنے اعمال کی اصلاح بھی کرنی چاہیے اور ہمیشہ خیر کی دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔

پورے ملک کے علماء کرام اور ائمہ عظام پر اور بالخصوص اتراکھنڈ کے علماء کرام پر لازم ہے کہ وہ اس بل میں موجود شریعت مخالف دفعات کی مکمل معلومات حاصل کریں اور مسلمانوں کو بیدار کرتے رہیں، اس کالے قانون کے متعلق لوگوں کو ہوشیار

کرتے رہیں اور اس سے بچنے کی تدبیریں بتاتے رہیں۔

سوشل میڈیا کی معرفت متعدد مرتبہ یہ گزارش سامنے آئی کہ اس سلسلے میں کسی نے کوئی کام کیا ہے تو ہمیں دے۔ ان تمام باتوں سے ہمیں محسوس ہوا کہ اس کام کو اب منظر عام پر آ ہی جانا چاہیے۔

اللہ کی توفیق سے اب یہ کام منظر عام پر آ رہا ہے۔ پڑھنے والے حضرات پوری ٹیم کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(پہلے درج ذیل مقدمہ پڑھیں پھر جائزہ پڑھیں!)

مقدمہ

یونی فارم سول کوڈ: تعریف وحقائق

یونی فارم: یکساں/ ہم شکل/ برابر (۱)

سول: شہری/ مدنی (۲)

کوڈ: مجموعہ قوانین/ یا مجموعہ قواعد/ اشاروں کی زبان (۳)

ترجمہ: یکساں شہری قانون

بل: دستاویز/ کسی کیفیت نامے کا باضابطہ تحریری یا مطبوعہ اعلان/ قانون/ عرضی دعوی (۴)

بل کی تعریف: شادی، طلاق، وراثت، وصیت، اور لیوان ریلیشن شپ سے متعلق قوانین کا مجموعہ۔ اسے ''یکساں سول کوڈ'' کا نام دیا گیا ہے۔

یو، سی، سی کا مطلب ہے: یونی فارم سول کوڈ۔

یونی فارم سول کوڈ بل کی قانونی حیثیت

بل کی تمہید کے مطابق یہ قانون اتراکھنڈ ریاست کی 342 کے ساتھ آرٹیکل 366 کی شق 25 کے تحت درج قبائل کے علاوہ تمام مذہبی برادریوں پر لاگو ہوگا۔ یہ

(۱) اردو پوائنٹ

(۲) ریختہ ڈکشنری

(۳) اردو پوائنٹ

(۴) ریختہ ڈکشنری

ضابطہ آئین کے دفعہ 44 کے تحت آتا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ مملکت یہ کوشش کرے گی کہ بھارت کے پورے علاقہ میں شہریوں کے لیے یکساں سول کوڈ کی ضمانت ہو۔

حالانکہ دفعہ 44 کی حیثیت صرف مشورے کی ہے اور اس کی حیثیت دستور کے ان دفعات سے بالکل الگ ہے جو ہمارے قانون کا حصہ ہے۔ کیوں کہ رہنما اصول کے ذریعہ بنیادی دفعات پر ضرب نہیں لگائی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ عدالتیں اس دفعہ کا تذکرہ تو کرتی ہیں؛ لیکن اس کے سہارے کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتیں۔ دفعہ:44، دفعہ 25۔(مذہبی آزادی)۔26:(مذہبی ادارے قائم کرنے اور چلانے کی آزادی) کے خلاف ہے۔ دفعہ 25 اور 26 بنیادی حقوق میں سے ہیں۔

دفعہ 44 بنیادی حقوق میں سے نہیں، اس کی حیثیت صرف مشورے کی ہے۔

اتراکھنڈ بل کے مجموعی دفعات:392

بل کے مجموعی صفحات:172(انگریزی)

بل کے مجموعی صفحات:257(اردو)

کل شریعت مخالف دفعات:32۔

شریعت مخالف مقامات:59۔

دفعہ: 3 / 13۔ دفعہ: 4 / 4۔ دفعہ: 5 مکمل۔ دفعہ: 6 / 1 مکمل۔ دفعہ:22 / 1۔ دفعہ:23 / 1۔ دفعہ:24 / 3۔ دفعہ:25 / 6۔ دفعہ:26 / 1۔ مکمل۔ دفعہ: 27 / 2۔ دفعہ: 28 / 1۔ دفعہ: 29 / 1۔ دفعہ: 30 / 2۔ دفعہ: 31 / 1۔ دفعہ:32 / 3۔ دفعہ 33:1۔ دفعہ:34 / 1۔ 49 تا 59 خلاف شرع ہے۔

صرف 56 عصبہ کے حوالے سے شریعت کے مطابق ہے۔ دفعہ:61 / 1۔ دفعہ: 62 / 1۔ بعض صورتوں میں۔ دفعہ:89 / 1۔ بعض صورتوں میں۔ دفعہ: 321 / 1۔ بعض صورتوں میں۔ دفعہ:326 / 1۔ بعض صورتوں میں۔ دفعہ:378 تا 389 / 1۔

تعدد ازدواج کی مخالفت

بل:ص:۵۳/دفعہ:4 ''شادی کے وقت کسی بھی فریق کا کوئی شریک حیات نہیں رہتا ہو۔'' یہ شرط تعدد ازدواج کے خلاف ہے۔

آیت ہے: وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ-فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ-ذٰلِكَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا(١)

ترجمہ: اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ یتیموں میں انصاف نہیں کرسکو گے تو تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں، دو، دو، یا تین، تین، یا چار، چار، لیکن اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ انصاف نہیں کرسکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو یا اکتفا کرو ان عورتوں پر جن کے تم مالک ہو (یعنی جو تمہاری باندیاں ہیں انھیں پر اکتفا کرو)۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔

تعدد ازدواج مختلف مذاہب میں

بل میں تعدد ازدواج کے خلاف قانون درج کیا گیا ہے۔جس کا نہ کوئی مذہبی پیمانہ مقرر کیا گیا ہے اور نہ عقلی وطبی وجہ بیان کی گئی ہے۔ مذہبی طور پر جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو خود ہندو مذہب کے پیشواؤں نے متعدد عورتوں سے شادیاں کی ہیں؛ چنانچہ بھاگوت پران میں درج ہے کہ:

کرشنا کے پاس سولہ ہزار ایک سو آٹھ بیویاں تھیں۔ کرشنا نے اتنی بیویاں کیسے حاصل کیں؟ اس کی درج ذیل تفصیل دی گئی ہے:

(١) النساء:٠٣

۱۔ پینائی اس کی کزن، جسے اس نے نفس (مال) کو ہرا کر جیتا۔
۲۔ آٹھ بڑی بیویاں، جن میں سے دو اس کی پھوپھی زاد بہنیں تھیں، جن میں ہر ایک سے اس نے دس بچے پائے۔
۳۔ سولہ ہزار چھوٹی بیویاں جو اس نے نارا کا کو قتل کر کے جیتیں (۱)۔

راجہ دشرتھ: رامائن کے مطابق راجہ دشرتھ کی تین بیویاں اور چار بیٹے تھے (۲)۔

بائبل میں لکھا ہے کہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں تھیں۔

بائبل کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔

ہندو، عیسائی، اور یہودی مذہب کے مطابق جتنی بھی شادیاں کرلیں ممانعت نہیں ہے۔ یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ اس نے انصاف کی شرط کے ساتھ چار بیویاں تک رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اگر انصاف نہیں کر سکتے تو صرف ایک سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔

بل میں شادی کے لئے فطری عمر کی مخالفت

بل کہتا ہے کہ: ''مرد نے اکیس سال کی عمر مکمل کی ہو اور عورت نے اٹھارہ سال کی عمر مکمل کی ہو''۔ جب کہ اسلام ایک شخص کو اسی وقت بالغ تسلیم کرلیتا ہے جب فطرت اسے بالغ کر دیتی ہے، کسی عمر کی قید نہیں لگاتا سوائے اس کے کہ اس شخص پر بلوغ کی علامت ہی ظاہر نہ ہوئی ہو اور پندرہ سال گزر گئے ہوں۔

جدید دور میں مختلف ملکوں نے کم سے کم عمر کی حد بندی کی ہے۔ لیکن اس کی

---

(۱) ویکیپیڈیا بحوالہ: Bhagavata Purana 10.
(۲) آئینہ تاریخ از افضل حسین ص: ۳۰

سائنسی طور پر کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔

فطری عمر کی مخالفت کے مفاسد

لڑکا کے لئے ۲۱ر سال اور لڑکی کے لئے ۱۸ر سال کی حد بندی درست نہیں ہے۔اس عمر کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں بیان کی جا سکتی۔کیونکہ اس عمر کا شادی کی اہلیت اور استطاعت سے کوئی تعلق نہیں۔بل کی مقرر کردہ میعاد کو تسلیم کر لینے کی صورت میں درج ذیل مفاسد وجود میں آسکتے ہیں:

ا۔نابالغی کی جو عمر مقرر کی گئی ہے۔لڑکا یا لڑکی اس سے پہلے ہی فطرتا بالغ ہو جاتے ہیں اور بدکاری یا جنسی جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔مگر چونکہ اس قانون کی رو سے وہ بالغ نہیں ہیں؛اس لئے وہ ان جرائم کی واقعی سزا سے بچا لئے جاتے ہیں۔بلکہ بعض دفعہ تو ملزم کو اس بنیاد پر بری کرا دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی عمر کے لحاظ سے بالغ ہی نہیں ہے۔اور یہ چیز اس میں ذوق جرائم کو بڑھاتی ہے۔

لڑکا یا لڑکی اپنی فطرت کے اعتبار سے مقررہ مدت سے پہلے ہی بالغ ہو چکے ہوتے ہیں اور وہ اپنی رضامندی سے اپنا نکاح کرنا چاہتے ہیں لیکن والدین کسی وجہ سے اس نکاح کے خلاف ہیں۔تو وہ کورٹ میں اپنے بچے کو نابالغ ثابت کر کے دوسرے فریق پر اغوا کا مقدمہ درج کرا دیتے ہیں۔

بعض غیر محرم خواتین کو بھی محرمات میں شامل کر دیا گیا

آیت کریمہ ”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ (۱) کی رو سے محرمات شرعیہ کے علاوہ بقیہ خواتین سے نکاح حلال ہے،جن میں شیڈول 1 کی فہرست 1 کے نمبر 34 تا 37 میں مذکور چند ایسی خواتین بھی شامل ہیں جن سے نکاح کی شریعت میں اجازت ہے۔یعنی:قریبی کزن سے نکاح جائز ہے۔جیسے چچازاد بہن،پھوپھی زاد بہن،خالہ

(۱) النساء:۲۳

زاد بہن، ماموں زاد بہن اور لڑکیوں کے لئے اسی کے برعکس نکاح جائز ہے۔

سائنسی طور پر کزن سے نکاح کا کوئی نقصان نہیں

سائنس کے مطابق سگے بھائی بہن میں نکاح سے جنیٹک پروبلم ہوسکتی ہے۔ یعنی: ایک کی توالد وتناسل سے متعلق بیماری دوسرے میں منتقل ہوسکتی ہے۔ لیکن چچازاد بہن بھائی میں جینیاتی / وراثتی (Genetics) مسئلہ پشتوں تک تسلسل نکاح کی صورت میں کبھی ظاہر ہوسکتا ہے۔ اس لئے طبی لحاظ سے بھی کزن سے شادی ممنوع نہیں ہے۔ نیز اس بل میں رسم ورواج کو شادی کی اجازت کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جو ایک غیر ضروری اضافہ ہے۔

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق کسی عورت سے نکاح جائز نہیں ہونا چاہئے!

اگر پہلی کزن، یا دوسری اور تیسری کزن جس سے دادا یا پردادا میں جا کر نسب ملتا ہے بہن ہی کی طرح ہے اور اس سے نکاح جائز نہیں ہونا چاہیے، تو سوال یہ ہے کہ یہ سلسلہ یہیں کیوں رکے؟ سناتن دھرم کے مطابق تو انسانیت ایک کنبہ ہے، بیس تیس پشتوں پہلے جن کا نسب جا کر ملتا ہو ان سے بھی نکاح جائز نہیں ہونا چاہئے، بلکہ کسی سے بھی نکاح جائز نہیں ہونا چاہیے؛ کیوں کہ کہیں نہ کہیں منکوحہ سے نسب مل ہی جائے گا۔

یہ بل خود ہندو مذہب کے خلاف ہے

اس لئے کہ ہندو مذہب کے پیشواؤں نے متعدد کزن سے شادیاں کی ہیں؛ چنانچہ بھاگوت پران میں درج ہے کہ:

کرشنا کے پاس سولہ ہزار ایک سو آٹھ بیویاں تھیں۔

۱۔ ییناائی اس کی کزن، جسے اس نے نفس (مال) کو ہرا کر جیتا۔

۲۔ آٹھ بڑی بیویاں، جن میں سے دو اس کی پھوپھی زاد بہنیں تھیں، جن میں ہر ایک سے اس نے دس بچے پائے۔

۳۔سولہ ہزار چھوٹی بیویاں جو اس نے نارا کا کو قتل کر کے جیتیں (۱)۔

اس لیے انسان جب خدا کی طے کردہ حد سے باہر قدم رکھ کر، اپنا دائرہ خود بناتا ہے، تو اس کی کوئی معقول وجہ تو پوچھی ہی جائے گی؟ لیکن اگر خدا کی ہی طے کردہ باؤنڈری میں انسان اپنے کو محدود رکھے، تو اس کو خدا کے بیان کے علاوہ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

نکاح کے رجسٹریشن کو لازمی قرار دینا

1۔ میرج ایکٹ 2010ء/ اترا کھنڈ ایکٹ نمبر: 19 کے تحت شادی اور طلاق دونوں کا رجسٹریشن لازما کرانا ہوگا۔(ص: ۷۳ باب: ۲)

لازمی شرط اسلام کے قانون کے خلاف ہے۔نکاح وطلاق ایک سول معاملہ ہے۔ لیکن بل میں اسے سول (Cicil) / دیوانی کے بجائے فوجداری (Criminal) کا معاملہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: ”(شادی رجسٹریشن کے متعلق) میمورنڈم میں کوئی جعلی یا من گھڑت دستاویز پیش کرتا ہے۔اسے قید کی سزا دی جائے گی جو تین ماہ تک بڑھ سکتی ہے۔ یا جرمانے کے ساتھ جو پچیس ہزار سے زیادہ نہ ہو۔“ (ص:۴۵ دفعہ:17۔شق 2)

باب طلاق

باب:4۔طلاق کے معاملے کو عدالت سے متعلق کیا گیا ہے حالانکہ شریعت میں طلاق یا فسخ نکاح کی کارروائیوں کو سننے کا حق صرف شرعی عدالت کو ہے۔

۱۔ اسلام میں زوجین کے مابین علیحدگی (Seperation) کے لیے بعض صورتوں میں عدالت کی ضرورت نہیں ہے۔اور جن صورتوں میں عدالت کی ضرورت ہے ان میں اسلامی فقہ میں تربیت شدہ اور قضاء کے منصب پر فائز قاضی کو ہی فسخ نکاح

(۱)ویکیپیڈیا بحوالہ: Bhagavata Purana 10.

کو سننے اور اس پر فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔

۲۔ دفعہ: 24 شق: 2۔ بیوی نکاح کے وقت شوہر کے علاوہ کسی اور مرد سے حاملہ تھی یا شوہر نے نکاح کے وقت بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کو حمل ٹھرایا تھا اس کے باوجود شادی کی منسوخی کی درخواست نہیں ہوسکتی۔ حالانکہ اگر زنا شوہر نے کیا ہے تو بیوی نفرت کی بنیاد پر عدالت (جو شرعی طور پر معتبر ہو) سے فسخ نکاح کیلئے رجوع کرسکتی ہے۔ یہ دفعہ بھی خلاف شرع ہے۔

باب وصیت و وراثت: جانشینی

دفعہ: 326 مثال: میں موصی لہ کے لئے کسی طرح کی مدت کی تعیین نہیں کی گئی ہے جب کہ موصی لہ یا ایگزیکیوٹر یا ایڈمنسٹریٹر پر لازم ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو وراثت کی ادائیگی کرے۔ اس کے لئے ایک سال کی میعاد ختم ہونے تک کی مہلت دینا صحیح نہیں ہے۔

وصیت یا وراثت کا باب مکمل معلوم ہوتا ہے کہ کسی فقہی اسلامی کتاب سے کاپی کیا گیا ہے۔ لیکن بعض جگہوں میں غلطیاں ہوئی ہیں۔

باب: لیوِان ریلیشن شپ

1۔ دفعہ: 378 تا 389 لیوان ریلیشن شپ (رشتے میں رہنا) کا مطلب: بل کے مقدمہ میں لیوان ریلیشن شپ کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے: ''لیوان ریلیشن شپ کا مطلب ہے ایک مرد اور عورت کے درمیان تعلق (جسے بعد میں شراکت دار، کہا جاتا ہے) جو شادی کی نوعیت کے رشتے کے ذریعے مشترکہ گھرانے میں رہتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کوڈ کے حصہ 3 کے تحت ایسا تعلق ممنوع نہ ہو۔ یعنی: بالغ مرد و خواتین کا ایک ہی چھت کے نیچے بغیر نکاح کے میاں بیوی کی طرح زندگی گزارنا'' اس سے پیدا شدہ بچہ کو وراثت میں حصہ ملے گا۔ اور بل میں ایسے بچے کو جائز بچہ تسلیم کیا گیا ہے۔

۲۔ لیوان ریلیشن شپ زنا اور عوامل زنا کو شامل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔

لیوان ریلیشن شپ زنا ہے، جس سے معاشرے میں کئی قسم کے منفی اثرات پیدا ہو سکتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) دو خاندانوں کے درمیان تفرقہ اور انتشار۔

(۲) نکاح اور شادی کے متوارث طریقے کا بے معنی ہو کر رہ جانا۔

(۳) اسقاط حمل اور قتل جنین میں اضافہ ہونا۔

(۴) لیوان ریلیشن شپ کے نتیجے میں پیدا شدہ بچوں کی پرورش و پرداخت کے سلسلے میں متعدد مسائل کا کھڑا ہونا۔

گزارشات:

یونی فارم سول کوڈ اسلام کے خلاف لایا گیا قانون، دستور مخالف اور شریعت مخالف بل ہے؛ اس لئے اس کے خلاف ہر طرح سے قانونی و جمہوری کوشش کرنا ہر ہندوستانی کا فریضہ ہے۔ خاموش بیٹھ رہنا مسئلے کا حل نہیں ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ اور خانقاہ رحمانی مونگیر نے یونی فارم سول کوڈ جیسے کالے قانون کو روکنے میں ماضی میں بڑی کوششیں کی ہیں یہ کوششیں مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ یونی فارم سول کوڈ اتراکھنڈ ایک مثال ہے۔ موجودہ فاشسٹ حکومت کا ارادہ پورے ملک میں اسے نافذ کرنے کا ہے؛ اس لیے تمام ہندوستانیوں کو اس سلسلے میں بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

یونی فارم سول کوڈ آرٹیکل: 25۔26 اور متعدد آرٹیکل کے خلاف ہے۔ ایسے میں اس طرح کا بل لانا ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ خود ہندوؤں کے بہت سے مذہبی معاملات کے خلاف ہے۔

شکریہ نامہ

اخیر میں ہم شکر گزار ہیں مخدوم گرامی، امیر شریعت، حضرت مولانا احمد ولی فیصل

رحمانی صاحب مدظلہ العالی کے، جن کی توجہات اور عنایات کی وجہ سے بل کا شرعی و تحقیقی جائزہ تیار ہوسکا۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کے سینے میں اللہ تعالی نے جو دل رکھا ہے اور اس دل میں ملت کے تئیں جو درد اور کڑھن رکھی ہے۔ الا ماشاء اللہ!

ملت کے تئیں درد اور کڑھن ان کو ورثے میں ملی ہے۔ حضرت کے خاندانی سلسلے کو اگر دیکھا جائے تو ملت اسلامیہ ہندیہ اپنے کو مضبوط قیادت کے زیر سایہ تصور کرے گی۔ وہ اس سلسلۃ الذہب کی مضبوط کڑی ہیں جس سے ملت کو ناگفتہ بہ حالات میں بڑی رہنمائی ملی ہے۔ یونی فارم سول کوڈ کی مخالفت میں لاکھوں کی تعداد میں میل کروانے کے علاوہ اس پر مختلف ناحیے سے کام کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر جاتا ہے۔

وقف ترمیمی بل کے خلاف کروڑوں کی تعداد میں جوائنٹ پارلیمانی کمیٹی کو میل کروانے، وزراء اعلی اور چاروں صوبوں کے تمام اضلاع کے ڈی، ایم، کو بل کے خلاف میمورنڈم دینے کے علاوہ، کانفرنسوں اور اجلاسوں کے ذریعہ ملک عزیز کے باشندوں میں جو بیداری پیدا کررہے ہیں یہ اسی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالی ان کا سایہ تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین

ملت کی خدمت میں بل کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ امید کرتے ہیں کہ اسے ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔ اور ملت اپنے اندر سیاسی، سماجی، علمی و عملی شعور پیدا کرنے کی کوشش کرے گی۔ وباللہ التوفیق وھو المستعان۔

اخیر میں قاری حضرات سے گزارش ہے کہ اس کام کی قبولیت کی اور اس اہم کام کی انجام دہی کی جن حضرات نے بھی کوششیں کی ہیں ان کے لیے اور ان کے خویش واقارب کے لیے دعاء خیر فرماتے رہیں۔ اور اگر کوئی کمی دیکھیں تو ہمیں مطلع کریں؛ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔ واللہ من وراء القصد وھو یھدی السبیل۔

جنید احمد قاسمی
جامعہ رحمانی، خانقاہ، مونگیر

۲۷ / ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۳۱ / اکتوبر ۲۰۲۴ء

باب اول (نکاح)

- اولاد کی قسموں کا بیان
- شادی سے متعلق شرائط کا شرعی جائزہ
- تعدد ازدواج کے متعلق منظور کئے گئے قانون کا شرعی جائزہ
- شادی کے لئے عمر کی تحدید کا شرعی، سائنسی اور سماجی جائزہ
- لے پالک، زنا سے پیدا شدہ بچے کا شرعی حکم
- حقیقی اور نسبی بچے کی درست تعریف
- لیوان ریلیشن شپ کا شرعی حکم اور اس کے سماجی نقصانات
- تجزیہ
- تفصیل
- دلائل
- تعلیقات

اولاد کی قسمیں

(دفعہ: 03۔ذیلی دفعہ/شق: الف)

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: دفعہ کے متن کو سامنے رکھتے ہوئے اولاد کی گیارہ اقسام بنتی ہیں جن میں سے شریعت چار کو ثابت النسب اولاد مانتی ہے اور سات اقسام کو ثابت النسب نہیں مانتی جنہیں شریعت ثابت النسب نہیں مانتی مگر دفعہ مانتا ہے:

۱۔متبنی۔

۲۔ولدالزنا اگر عورت غیر شادی شدہ ہو۔

۳۔شوہر کے نطفہ اور اس کی بیوی کے علاوہ کسی عورت کے بیضہ سے پیدا ہونے والی فرٹلائزیشن (انڈے کا عطیہ)۔

۴۔عورت کے بیضہ کو اس کے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کے سپرم کے ذریعے فرٹلائز کرنا (سپرم کا عطیہ)۔

۵۔شوہر کے نطفہ اور اس کی بیوی کے بیضہ کی فرٹلائزیشن، جہاں جنین کو سروگیٹ ماں کے رحم میں لگایا جاتا ہے۔(عطیہء رحم یا استیجار رحم)۔

۶۔زوجین کے علاوہ دو لوگوں کے نطفہ اور بیضہ سے پیدا ہونے والی فرٹلائزیشن۔ جنین کو بیوی کے رحم میں پیوند کیا جاتا ہے، (انڈے اور سپرم دونوں کا عطیہ)

۷۔ایک مرد کے نطفہ اور اس کی بیویوں میں سے ایک کا بیضہ دوسری بیوی کی بچہ دانی میں ڈال کر فرٹلائزیشن حاصل کیا جاتا ہے۔

جنہیں شریعت بھی ثابت النسب اولاد مانتی ہے اور دفعہ بھی مانتا ہے۔

۱۔ زوجین کی صحبت کے نتیجے میں طبعی طور پر پیدا ہونے والا بچہ۔

۲۔ فرٹلائزیشن جسم کے باہر شوہر کے نطفہ اور بیوی کے بیضہ کا استعمال کرتے ہوئے حاصل کی جاتی ہے، پھر جنین کو بیوی کے رحم میں امپلانٹ اور داخل کیا جاتا ہے۔

۳۔ شوہر کے نطفہ کو میکانکی طور پر اس کی بیوی کے رحم میں داخل/ انجیکٹ کیا جاتا ہے، جس سے بیوی کے رحم میں فرٹلائزیشن ہوتی ہے۔

۴۔ ولدالزنا اگر عورت شادی شدہ ہو تو عورت کے شوہر سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔

دلائل:

۱۔ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ ۚ (۱)

۲۔ إِنْ أُمَّهَٰتُهُمْ إِلَّا ٱلَّٰٓـِٔي وَلَدْنَهُمْ ۚ (۲)

۳۔ الولدُ للفِراشِ، وللعاهِرِ الحَجَرُ (۳)

ترجمہ:

۱۔ اور اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنایا۔

۲۔ ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا ہے۔

۳۔ بچہ صاحب فراش کا ہے اور بدکار کے لیے پتھر ہے۔

یہ آیات اور حدیث اسلامی اصولوں کے مطابق نسب کی حقیقت اور تعلقات کی وضاحت کرتی ہیں۔

وضاحت:

۱۔ ان دونوں آیتوں کی رو سے گود لینے والا یا والی کا لے پالک نسبی بچہ نہیں ہے۔

(۱) الاحزاب: ۴

(۲) المجادلہ: ۲

(۳) الصحیح للبخاری: 6818

۲۔اس حدیث کی رو سے ناجائز بچہ زانی مرد کا نسبی بچہ نہیں ہے۔
۳۔مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کو جو عورت جنم دے وہی اس کی ماں ہے۔اب اگر اس سے مرد کا نکاح نہیں ہوا ہے تو وہ بچہ مرد کا نسبی بچہ نہیں ہوگا۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا منفی اثر:

ا۔ناجائز بچوں کو نسبی بچہ تسلیم کر لینے کی صورت میں حقیقی نسبی بچوں کی حق تلفی ہوگی، جس کے سماج پر بہت منفی اثرات مرتب ہوں گے۔مثلاً دونوں قسم کے بچوں کے درمیان وراثت اور دیگر حقوق کی حصولیابی کے لئے باہمی نزاع کا یقینی اندیشہ رہے گا۔اسی لئے شریعت نے نسب کو بڑی اہمیت دی ہے۔اور حق دار کو حق دینے اور دلانے کی تائید کی ہے۔

چونکہ عمرانیات کے مطابق خاندان کی حیثیت کسی بھی سماج کیلئے بنیادی ادارے کی ہے۔اس کے استحکام کیلئے ضروری ہے کہ وہ راستے بند ہوں جو بیرونی عناصر کو اس میں داخل کر کے اس کو ٹوٹ پھوٹ کا شکار بنا دے۔

جائز و ناجائز بچوں کو مساوی قرار دینے کا نتیجہ خاندان کے ادارے میں بیرونی عنصر کے داخل ہونے کی شکل میں نکلے گا اور پھر خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگا۔

تعلیقات:اسلام میں کفالت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور بے سہارا اولا وارث بچوں کو ضائع ہونے سے بچانے اور اس کی پرورش و نگہداشت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ، (۱)

ترجمہ: اور جن کے مالوں میں سوال کرنے والوں اور محروم لوگوں کا متعین اور معلوم حق ہے۔

---

(۱) سورۃ المعارج:34-35

اور حدیث شریف میں الساعی علی الأرملة و المسلمین کالمجاهد فی سبیل اللہ اور کالذی یصوم النهار ویقوم اللیل (۱)

بیوہ اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور دن میں روزے رکھنے اور رات میں قیام کرنے والے کی طرح ہے۔

لہٰذا ناجائز، لاوارث اور بے سہارا بچوں کی کفالت اور اس کی حفاظت کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے مگر اسے حقیقی بیٹے کا درجہ نہیں دیا جا سکتا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: »السَّاعِي على الأَرْمَلَةِ والمِسْكِينِ، كالمُجَاهِدِ في سبيل الله«۔ وأَحْسَبُهُ قال: »وكالقائم الذي لا يَفْتُرُ، وكالصائم الذي لا يُفْطِرُ«۔ [۲]

ترجمہ: (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیوہ اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل قیام میں رہتا ہے اور روزے رکھتا ہے، بغیر وقفے کے۔

وبالوالدین احسانا

(۱) بخاری:6006

(۲) متفق علیہ

لیوان ریلیشن شپ کا شرعی حکم اور اس کے سماجی نقصانات

(دفعہ نمبر: 03۔ذیلی دفعہ/شق:04۔ب) تجزیہ: خلاف شرع۔
تفصیل: لیوان ریلیشن شپ (live in relationship) غیر شرعی (ناجائز اور حرام) ہے۔

دلائل مع ترجمہ: ۱۔ **وَلَا تَقْرَبُوا ٱلزِّنَىٰٓ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَسَآءَ سَبِيلًا** (۱)

ترجمہ: زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔

۲۔لا يَخلُوَنَّ رَجُلٌ بامْرَأَةٍ إلّا مع ذِي مَحْرَمٍ فَقامَ رَجُلٌ، فقالَ: يا رَسولَ اللهِ، امْرَأَتي خَرَجَتْ حاجَّةً، واكْتُتِبْتُ في غَزْوَةِ كَذا وكَذا، قالَ: ارْجِعْ فَحُجَّ مع امْرَأَتِكَ۔ (۲)

ترجمہ: کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ہو، مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ، میری بیوی حج پر نکلی ہے اور مجھے فلاں فلاں جنگ میں شرکت کے لیے نامزد کیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

---

(۱) الاسراء:۳۲
(۲) الصحیح للبخاری:5233

وضاحت:

درج بالا آیت کی رو سے محرمات شرعیہ کے علاوہ بقیہ خواتین سے نکاح حلال ہے۔جن میں شیڈول 1 کی فہرست 1 کے نمبر 34 تا 37 میں مذکور چند ایسی خواتین بھی شامل ہیں جن سے نکاح کی شریعت میں اجازت ہے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

لیوان ریلیشن شب زنا ہے،جس سے معاشرے میں کئی قسم کے منفی اثرات پیدا ہوسکتے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) دو خاندانوں کے درمیان تفرقہ اور انتشار۔

(۲) نکاح اور شادی کے متوارث طریقے کا بے معنی ہوکر رہ جانا۔

(۳) اسقاط حمل اور قتل جنین میں اضافہ ہونا۔

(۴) لیوان ریلیشن شپ کے نتیجے میں پیدا شدہ بچوں کی پرورش و پرداخت کے سلسلے میں متعدد مسائل کھڑا ہونا۔

تعلیقات: خاندانی نظام سماج کا پرائمری ادارہ اور سب سے چھوٹی اکائی ہے۔دنیا میں ہر ثقافت میں یہ اپنے مذہب اور نظریہ کے مطابق عورت اور مرد دونوں کی رضامندی اور ان دونوں کے رشتہ داروں جیسے ماں باپ چچا ماموں، خالہ، پھوپھی وغیرہ اور سماج کی شرکت سے وجود میں آتا ہے اور نئے رشتوں کو وجود میں آنے اور لانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

چونکہ لیوان ریلیشن شپ اس خاندانی نظام کے لئے نقصان دہ ہے، جو بالآخر اس بنیادی ڈھانچے کو متاثر کرے گا۔اس لئے اس کے قانونی جواز کی راہ نکالنا سماج کے لئے کسی صورت صحیح نہیں۔البتہ نکاح کے مشکلات کو دور کر کے نوجوان نسل کی اس پریشانی کو دور کیا جانا چاہئے جو انہیں مجبوراً لیوان ریلیشن شپ کی طرف ڈھکیل رہی ہے۔

غیر محرمات کو محرمات میں داخل کرنا
شریعت میں مداخلت

(دفعہ نمبر: 03۔ذیلی دفعہ/شق:01۔د)
تجزیہ:
شیڈول 1،فہرست 1 نمبر:1 تا 33 موافق شرع۔نمبر 34 تا 37 خلاف شرع۔
تفصیل:
شیڈول 1 کی فہرست 1 میں نمبر 34 تا 37۔تمام خواتین شرعاً حلال ہیں۔
شیڈول 1 کی فہرست 2 کے 34 / تا 37 / میں مذکور تمام مرد شرعاً حلال ہیں۔
دلائل:

۱۔ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَ بَنٰتُكُمۡ وَ اَخَوٰتُكُمۡ
وَ عَمّٰتُكُمۡ وَ خٰلٰتُكُمۡ وَ بَنٰتُ الۡاَخِ وَ بَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَ
اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَ اَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ
الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىۡ فِىۡ
حُجُوۡرِكُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىۡ دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَاِنۡ
لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا دَخَلۡتُمۡ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَ
حَلَآئِلُ اَبۡنَآئِكُمُ الَّذِيۡنَ مِنۡ اَصۡلَابِكُمۡ ۙ وَ اَنۡ
تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۲۳﴾ وَّ الۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ

اِلَّا مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ۚ کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ ۚ وَ اُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِہٖ مِنۡہُنَّ فَاٰتُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ فَرِیۡضَۃً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیۡکُمۡ فِیۡمَا تَرٰضَیۡتُمۡ بِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡفَرِیۡضَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا۔ (۱)

ترجمہ: تم پر حرام کی گئی ہیں: تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں، وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور دودھ شریک بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں، اور وہ ربیبہ (بیوی کے پچھلے شوہر سے اولاد) جو تمہاری گود میں ہیں، ان بیویوں کی جن سے تم نے صحبت کی ہے، لیکن اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو پھر (ان کی بیٹیوں سے نکاح میں) تم پر کوئی گناہ نہیں۔ تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرنا (بھی حرام ہے)، مگر جو پہلے ہو چکا (سو ہو چکا)، بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اور وہ عورتیں بھی حرام ہیں جو کسی اور کے نکاح میں ہیں، مگر وہ (عورتیں حلال ہیں) جو تمہاری ملکیت میں آ جائیں۔ یہ اللہ کا مقرر کیا ہوا حکم ہے تم پر، اور ان کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں کہ اپنے مال کے ذریعے طلب کرو پاکیزگی کے ساتھ، نہ کہ مستی کی نیت سے۔ پھر جن سے تم فائدہ اٹھاؤ تو انہیں

(۱) نساء: ۲۴

ان کا مقرر کردہ مہر ادا کرو۔ اور مہر مقرر کرنے کے بعد اگر تم باہم رضامندی سے کچھ طے کرلو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔(۱)

۲۔ وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ ءَابَآؤُكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ فَـٰحِشَةً وَمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيلًا (۲)

ترجمہ: اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں، مگر جو پہلے ہو چکا (سو ہو چکا)، بے شک یہ بے حیائی، اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

۳۔ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ (۳)

ترجمہ: اور تمہارے ان صلبی (حقیقی) بیٹوں کی بیویاں (تم پر حرام ہیں)

۴۔ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُم (۴)

ترجمہ: اور ان کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔

دلائل مع وضاحت:

ان آیات کی رو سے محرمات شرعیہ کے علاوہ بقیہ خواتین سے نکاح حلال ہے، جن میں شیڈول 1 کی فہرست 1 کے نمبر 34 تا 37 میں مذکور چند ایسی خواتین بھی شامل ہیں جن سے نکاح کی شریعت میں اجازت ہے۔

---

(۱) سورۃ النساء، آیات 23-24

(۲) النساء: ۲۲

(۳) بقرہ: 23

(۴) النساء: ۲٤

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

۱۔ چچا زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، خالہ زاد بہن اور ماموں زاد بہن۔ یہ وہ رشتے ہیں جن میں باہمی طور پر آسانی کے ساتھ شادی ہوجاتی ہے۔ عام طور پر معاشی اونچ نیچ کو نظرانداز کردیا جاتا ہے۔ نیز ایسی بہت سی چیزوں کو نظرانداز کردیا جاتا ہے جو دوسری جگہوں پر رشتہ کرنے میں رکاوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔

۲۔ لڑکے اور لڑکے کے گھر والے ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں۔ تہذیب، کلچر، اسی طرح سے پیشے کے اعتبار سے بھی عموما ایک دوسرے کے درمیان ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے رشتے کے بعد باہمی اختلاف اور نزاع کی صورتیں پیش آنے کے امکانات بہت کم ہوجاتے ہیں۔ لیکن مذکورہ دفعات کے پیش نظر مذکورہ رشتے ممنوع ہوجانے کے بعد یہ سہولتیں حاصل نہیں ہوسکیں گی۔

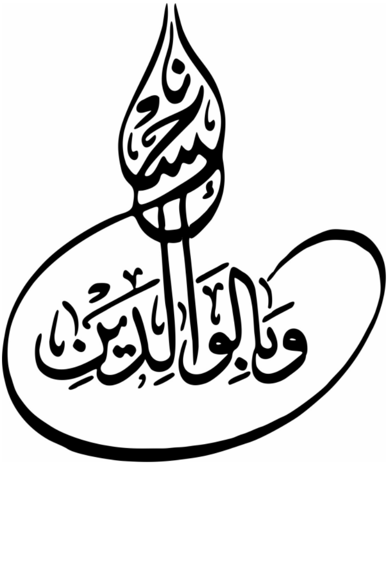

محرمات وغیر محرمات اور طلاق یافتہ سے رشتے اور وراثت کا حکم

(دفعہ نمبر: 03۔ ذیلی دفعہ/شق: 01۔د)

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: ۱۔شادیوں کے سلسلے میں خلاف شرع معلوم نہیں ہوتا ہے۔

۲۔لیکن اگر (ویڈو[۱] کی اس تعریف کو) وراثت کے باب میں مان لیا جائے تو خلاف شرع ہوجائے گا۔

دلائل:

۱۔ وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا [۲]

ترجمہ: اوران عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نکاح کر چکے ہوں، مگر جو پہلے ہو چکا (سو ہو چکا)، بیشک یہ ایک بے حیائی والا، اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور بہت برا راستہ ہے۔

۲۔ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ [۳]

ترجمہ: اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (تم پر حرام ہیں) جو تمہارے صلبی بیٹے ہیں۔

---

(۱) ویڈو (Widow) بیوہ (Widower) بیوہ مرد (جس کی بیوی انتقال کر چکی ہو)۔

(۲) سورۃ النساء: ۲۲

(۳) سورۃ النساء: ۲۳

وضاحت:

یہ آیات آباء واجداد کی منکوحہ اور بیٹے پوتے کی منکوحہ کی حرمت کے بیان میں مطلق ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر اصول کی منکوحہ ہر فروع پر اور ہر فروع کی منکوحہ ہر اصول پر حرام ہو۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

اگر اس شق میں دیئے گئے بیوی، بیوہ اور شوہر میں سے ہر ایک کی تعریف کو قانون وراثت پر بھی محمول کیا گیا تو درج ذیل مسائل پیدا ہونگے:

۱۔ نکاح کا رشتہ ختم ہونے کے بعد بھی ایک فریق جس کو نفقہ دوسرے فریق سے مل رہا ہوگا وہ دوسری شادی سے ٹال مٹول کرے گا؛ تاکہ یہ راستہ بند نہ ہو۔

۲۔ طلاق وتفریق کے بعد بھی ایک فریق کی گردن پر مستقل مالیاتی ذمہ داری رہے گی تو وہ مالی ذمہ داری سے نجات کی دوسری راہ تلاش کرسکتا ہے۔

۳۔ نیز اس راہ میں آنے والی قانونی پیچیدگی لیوان ریلیشن شپ کو فروغ دینے کا ذریعہ بنے گی اور لیوان ریلیشن شپ کئی قسم کی سماجی پیچیدگی پیدا کرتی رہے گی۔

۴۔ طلاق یا تفریق کا مقصد ہے کہ عورت اور مرد دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک ناگوار زندگی سے نکل کر آزادانہ طور پر دوسری شادی کر کے ایک نئی زندگی کا آغاز کر سکے۔ اس مقصد کو حاصل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ رشتۂ نکاح کو ختم ہوتے ہی دونوں کے مفادات کو کلی طور پر ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے؛ تاکہ علیحدگی کے بعد کسی ایک فریق کے ہاتھ میں انتقام لینے کی کوئی راہ نہ رہے۔ کیونکہ انتقام کا جذبہ اکثر انسان کو اپنے نقصان سے بے پروا کر کے سامنے والے کو نقصان پہونچانے پر آمادہ کئے رکھتا ہے۔

نوٹ: اسلام میں طلاق وتفریق تو ناپسندیدہ ہے، لیکن اس کے بعد عورت کی

دوسری شادی ناپسندیدہ نہیں بلکہ مطلوب ہے۔ اس لئے اسلام میں کوئی ایسا قانون نہیں ہے جو اس میں سماجی اور نفسیاتی سطح پر رکاوٹ بن سکے۔ لیکن افسوس کہ جدید قانون میں اس نفسیاتی حقیقت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔

چونکہ طلاق کے بعد شوہر بیوی کا تعلق نہیں رہتا ہے، اس لئے طلاق یافتہ عورت اپنے سابق شوہر کی بیوہ نہیں ہوسکتی اور نہ وہ اس کی وارث ہوسکتی ہے۔

ظلم پر خاموش رہنا جرم ہے

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ۔ (ہود: ۱۱۳)

ترجمہ: ''اور ظالموں کی طرف (ذرا بھی) نہ جھکو، (یعنی ان سے محبت، دوستی، مدد، یا ان کے ظلم پر خاموشی بھی اختیار نہ کریں۔) ورنہ تمہیں آگ چھولے گی۔''

موجودہ قانون کا ردعمل بھی بعض اوقات قتل کی کوشش کے طور پر نکل سکتا ہے

(دفعہ نمبر: List-02-Schedule-01-03)

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: ۱۔شادیوں کے سلسلے میں خلاف شرع معلوم نہیں ہوتا ہے۔

۲۔لیکن اگر (ہسبینڈ کی اس تعریف کو) وراثت کے باب میں مان لیا جائے تو خلاف شرع ہو جائے گا۔

دلائل:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ(۱)

سماج پر مجوزہ دفعات کا اثر: j5 ملاحظہ فرمائیں!

وضاحت: شق: (i)

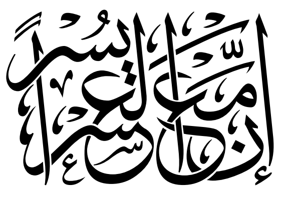

(۱) سورۃ النساء، آیۃ 23

گود لینے سے اور سروگیسی سے رشتہ ثابت نہیں ہوتا

(دفعہ نمبر: 03۔شق:01۔کلاز:D۔وضاحت:(i))

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: گود لینے سے، اور سروگیسی سے رشتہ ثابت نہیں ہوتا ہے؛ البتہ رضاعت ومصاہرت سے رشتہ ثابت ہوجاتا ہے۔

۱۔گود لی ہوئی اولاد سے حرمت ثابت نہیں ہوتی (ان سے نکاح ہوسکتا ہے۔)

۲۔علاتی اور اخیافی سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے(ان سے نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔)

۳۔سروگیسی اور اے آرٹی سے متعلق تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

دلائل:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ ۚ [۱] إِنْ أُمَّهَـٰتُهُمْ إِلَّا ٱلَّـٰٓـِٔى وَلَدْنَهُمْ (۲) وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ (۳) وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ [۴] يَحرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ ما يَحرُمُ مِنَ النَّسَبِ (۵)

---

(۱) الاحزاب۔۴

(۲) المجادلۃ:۲

(۳) النساء:23

(۴) ایضا۔

(۵) البخاری(۵۲۳۹)،ومسلم

ترجمہ: اور تمہارے منہ بولے بیٹے، تمہارے حقیقی بیٹے نہیں ہیں۔ ان کی مائیں وہی ہیں جنھوں نے انہیں جنم دیا ہے۔ اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے (تم پر حرام ہیں)۔ اور تمہاری بیویوں کی مائیں (تم پر حرام ہیں)۔ دودھ پینے سے وہی چیزیں حرام ہیں جو نسل سے حرام ہیں۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

سروگیسی اپنی حقیقت کے اعتبار سے مفلس عورت کی مفلسی کے استحصال کا ایک ذریعہ ہے۔ مثلاً مان لیجئے کہ ایک عورت اپنی مفلسی سے پریشان ہو کر دوسرے مرد و عورت کے لئے بچہ پیدا کرتی ہے وہ بچہ بڑے آپریشن سے وجود میں آتا ہے تو پھر اس عورت کی صحت بھی متاثر ہوگی۔ اس بے چاری کو اولاد بھی حاصل نہیں ہوگی۔

اس کے ماں بننے کے امکانات میں کمی آجائے گی۔ اور جب اپنے بچہ کی ماں بن رہی ہوگی تو شاید پیسہ کی کمی اس مرحلے پر اس کی زندگی کو خطرہ میں ڈال دے گی۔

چونکہ پیسہ لے لینے کے بعد عورت اپنے رحم کا دوسرے کے بچہ کے لئے استعمال کرتی ہے، جس پر بعد میں عورت کا کوئی دعویٰ نہیں رہتا اس لئے اسے قانونی جواز فراہم کرنا عورت کو مامتا کی بلندی سے اتار کر اسے صرف ایک بچہ پیدا کرنے کی مشین کی حیثیت پر لا کھڑا کرتا ہے جو عورت کی توہین ہے۔ یقینا عورت کوئی بے جان ٹیسٹ ٹیوب نہیں بلکہ جان، احساس، اور نفسیات رکھنے والی ایک زندہ مخلوق ہے، اسے بچہ پیدا کرنے کی مشین کی سطح تک گرا دینا عورت کی توہین بھی ہے اور مفلسی کی سزا بھی۔

ناجائز خون والے رشتے کا حکم

(دفعہ: 03۔وضاحت:01۔شق:(ii))

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: ا۔ناجائز خون کا رشتہ حرمت نکاح میں معتبر ہے؛البتہ وراثت میں معتبر نہیں ہے۔ہاں بچہ ماں کا وارث ہوگا۔

۲۔زنا اور عوامل زنا سے رشتے کی حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔لیکن وراثت کا استحقاق نہیں ہوتا۔

دلائل:

ا۔أيُّما رجلٍ عاهرَ بحرَّةٍ أو أمةٍ فالولدُ ولدُ زنا لا يرِثُ ولا يورَثُ(۱)

ترجمہ: جو بھی آدمی آزاد عورت یا باندی کے ساتھ زنا کرے،اس کا بچہ ولد زنا ہے،نہ تو وہ وراثت پائے گا اور نہ ہی وہ وارث بنا سکتا ہے۔

۲۔وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا (۲)

ترجمہ:اوران عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں،مگر جو پہلے ہو چکا (سو ہو چکا)،بیشک یہ ایک بے

(۱) (هداية الرواة / الصفحة أو الرقم: ۳/۲۳۳)

(۲) [النساء:22]

حیائی والا، اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور بہت برا راستہ ہے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

۱۔قانونی طور پر ناجائز بچہ کو تسلیم کر لینے کے باوجود سماجی سطح پر اسے اس حیثیت سے قبول کیا جانا موجودہ سماج کے لئے تقریباً ناممکن ہے۔اس سے بچہ کی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔

۲۔ناجائز بچہ اور جائز بچہ کو مساوی قرار دینا خاندان کے ادارے کو براہ راست متاثر کرے گا۔

۳۔ناجائز بچہ کو جائز بچہ کے مساوی قراد دینے کے بعد ناجائز جنسی تعلق کا چلن بڑھ جائے گا اور بہت سی عورتیں اور بہت سے مرد اس کا غلط استعمال کریں گے نتیجتاً:

۱۔عدالتوں میں پیٹرنیٹی (۱) کے مقدمات بڑھ جائیں گے۔جائز اور ناجائز بچوں کے بیچ نزاعی صورت حال دونوں کے لئے دردسر بنی رہے گی۔اس لئے جائز اور ناجائز بچے کو مساوی قراد دینا سماج کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔قانون سازی میں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے۔

---

(۱) (Paternity) مراد: بچے کے حوالے سے باپ کی قانونی یا نسبی نسبت۔

جائداد میں انٹرسٹ

(دفعہ: 03۔شق:(ھ))

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: جائداد میں انٹرسٹ سے مراد اگر جائیداد سے حاصل ہونے والا منافع ہے تو یہ شریعت کے مطابق ہے اور اگر ربا مراد ہے تو خلاف شریعت ہے۔

۲۔کو پاسنری (۱)۔ یہ صرف غیر مسلموں کے مذہبی عقیدے کے مطابق ہے۔

دلائل:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ ﴾ (۲)
﴿وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ (۳) قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ
مِثْلُ الرِّبَا ۗ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (۴)

ترجمہ: اور اپنے مالوں کو آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ۔ اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے، اسے چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا، بے شک خرید وفروخت بھی تو سود کی طرح ہے۔ اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کر دیا۔

---

(۱) (Coparcenary) مشترکہ وراثتی حق رکھنے والا خاندان۔ یہ لفظ ہندو لاء میں مشہور ہے۔

(۲) البقرۃ:188

(۳) البقرۃ:278

(۴) البقرۃ:275

شادی کی عمر

نابالغ کی تعــریف

دفعہ نمبر: 03 شق: ح

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: شریعت میں نابالغ وہ ہے جس میں حسی طور پر بلوغ کی علامت ظاہر نہ ہو، یا پندرہ سال کی عمر نہ ہوئی ہو۔ (لڑکا لڑکی برابر)

دلائل:

ا۔ عن عبدالله بن عمر عُرِضتُ على رسولِ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ يومَ أُحُدٍ معَ الغِلمانِ فأبى أن يُجيزَني وأنا ابنُ أربعَ عشرةَ سنةً ثُمَّ عُرِضتُ عليهِ العامَ المُقبلَ في الخندقِ وأنا ابنُ خمسَ عشرةَ فأجازَني۔ (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے غزوہ احد کے دن لڑکوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، جب کہ میری عمر چودہ سال تھی، تو آپ نے مجھے اجازت نہ دی۔ پھر مجھے آئندہ سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر پندرہ سال تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔

(۱) (البخاری (٤٠٩٧)، ومسلم (١٨٦٨)

۲۔ وَ الّٰٓـِٔیْ یَـئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّ الّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ(۱)

۳۔ وَ ابْتَلُوا الْیَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (۲)

ترجمہ: اور جن عورتوں کو حیض آنا بند ہو چکا ہے، اگر تمہیں ان کی عدت کے بارے میں شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے، اور جن عورتوں کو حیض نہیں آیا۔ اور یتیموں کو جانچ لو، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

اسلام چونکہ دین فطرت ہے، اس لئے یہ ایک شخص کو اسی وقت بالغ تسلیم کر لیتا ہے جب فطرت اسے بالغ کر دیتی ہے، کسی عمر کی قید نہیں لگاتا سوائے اس کے کہ اس شخص پر بلوغ کی علامت ہی ظاہر نہ ہوئی ہو اور پندرہ سال گزر گئے ہوں۔

جدید دور میں مختلف ملکوں نے کم سے کم عمر کی حد بندی کی ہے۔ لیکن اس کی کوئی سائنسی بنیاد واضح نہیں کی گئی۔

لڑکا کے لئے ۲۱ر سال اور لڑکی کے لئے ۱۸ر سال کی حد بندی درست نہیں۔ اس عمر کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں بیان کی جا سکتی۔ کیونکہ اس عمر کا شادی کی اہلیت اور استطاعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ۲۱ر یا ۱۸ر سال کی حد بندی کے نامعقول ہونے کی درج ذیل وجوہات بیان کی جا سکتی ہیں:

۱۔ نابالغی کی جو عمر مقرر کی گئی ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی اس سے پہلے ہی فطرتاً بالغ ہو جاتے ہیں اور بدکاری یا جنسی جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ اس قانون کی رو

(۱) طلاق:۴

(۲) النساء:۶

سے وہ بالغ نہیں ہیں اس لئے وہ ان جرائم کی واقعی سزا سے بچا لئے جاتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو ملزم کو اس بنیاد پر بری کرا دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی عمر کے لحاظ سے بالغ ہی نہیں ہے۔ اور یہ چیز اس میں ذوق جرائم کو بڑھاتی ہے۔

۲۔ لڑکا یا لڑکی فطرت کے اعتبار سے مقررہ مدت سے پہلے ہی بالغ ہو چکے ہوتے ہیں اور وہ اپنی رضامندی سے اپنا نکاح کرنا چاہتے ہیں لیکن والدین کسی وجہ سے اس نکاح کے خلاف ہیں۔ تو وہ کورٹ میں اپنے بچے کو نابالغ ثابت کر کے دوسرے فریق پر اغوا کا مقدمہ درج کرا دیتے ہیں۔

وصیت کے معتبر ہونے کے لئے رجسٹریشن کو لازمی قرار دینا

دفعہ نمبر: 03 سب سیکشن:2 شق: ط

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: وصیت کے معتبر ہونے کے لیے کورٹ یا کسی اور طریقے سے رجسٹریشن لازم قرار دینا درست نہیں ہے۔

دلائل:

۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ (۱)

۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ (۲)

---

(۱) البقرۃ:282

(۲) [المائدۃ:106]

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُرِيدُ أَنْ يُوصِيَ فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو، جب تم کسی مقررہ وقت کے لیے قرضہ لینے کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لو۔

اے ایمان والو، جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے، وصیت کے وقت تو حاضر ہوں دو عادل آدمی گواہی کے لئے تم میں سے، یا دوسرے دو غیر لوگوں میں سے، اگر تم زمین میں سفر کر رہے ہو اور تمہیں موت کا واقعہ پیش آئے تو انہیں نماز کے بعد روک لو، اور وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ اگر تمہیں شک ہو تو ہم اس گواہی کے بدلے کوئی قیمت نہیں لیں گے، خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہم اللہ کی گواہی کو چھپائیں گے، کیونکہ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم بے شک گنہگار رہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان کا حق نہیں ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کی وصیت کرنا چاہتا ہو تو وہ دو راتیں گزار دے مگر یہ کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔''

وضاحت:

جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں لکھنے کا حکم ارشادی اور استحبابی ہے یعنی لازمی نہیں ہے۔ آیت کے سیاق وسباق کا اور وصیت کے متعلق نصوص کا اطلاق اس کی دلیل ہے۔

(۱) کتاب الوصیۃ من أحادیث صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٤٢٩١)

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

عدالتی اور حکومتی سطح پر وصیت کے نفاذ کے لئے رجسٹریشن کو لازمی قرار دینا وصیت کو عام آدمی کے لئے بہت مشکل بنادے گا۔

سرکاری آفس میں رجسٹریشن لازمی کرنے کے بجائے سماجی سطح پر بننے والی وصیتی دستاویز کو قانونی حیثیت دے دینا اور اسی ثبوت کی بنیاد پر معاملہ حل کرنا کافی ہوگا۔اور یہ ہرشخص کے لئے آسان ہوگا خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ،غریب ہو یا مال دار۔

اسلام نے بالغ ہونے کی عمر اور شادی کی عمر میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔جیسا کہ جدید قانون میں ہے کہ بلوغت کی عمر الگ اور شادی کی عمر الگ ہے۔

تعلیقات: وصیت کے لئے رجسٹریشن کو لازم قرار دینے کے بجائے۔آئندہ کے نزاع یا قانونی پیچیدگیوں سے بچنے کے لیے کسی سرکاری وکیل سے وصیت نامہ مرتب کرانا اور اس کی تین کاپیاں بنا کر ایک کاپی اپنے پاس، ایک موصی لہ کے پاس اور ایک وکیل کے پاس رکھنا کافی ہوگا۔نیز انعقاد وصیت کو گواہ یا رجسٹریشن کی قید سے خالی رکھ کر اثبات وصیت کے لئے گواہ کو لازم قرار دے کر بھی اس مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لیو اِن ریلیشن شپ
خاندانی نظام کے لئے تباہی کا ذریعہ

دفعہ نمبر: 03 سب سیکشن: 4 شق: اَلف

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: یہاں بھی سیکشن: 3، سب سیکشن: 1 (الف) کا اطلاق ہوتا ہے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

انسان میں جنسی تعلق کا مقصد صرف خواہشات کی تکمیل یا توالد وتناسل ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ایک اہم مقصد خاندانی نظام کی تشکیل ہے۔ لیوان ریلیشن شپ چونکہ اس نظام کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے اسے قانونا تسلیم نہیں کیا جاسکتا؛ البتہ عورت اور مرد کی آئینی آزادی کے تحفظ کے لئے نکاح وطلاق کے معاملے کو زیادہ سے زیادہ آسان بنایا جاسکتا ہے۔ جس کی مثال اسلامی طریقہ نکاح ہے۔

غیر محرم بالغ مرد و عورت کا ایک ساتھ رہنا ناجائز ہے

دفعہ نمبر: 03 سب سیکشن: 4 شق: (ج)

تجزیہ: خلاف شرع: (اگر دونوں نکاح میں نہ ہوں)۔

تفصیل: غیر محرم بالغ مرد اور عورت بغیر نکاح کے میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔

دلائل:

۱۔ عن عمر بن الخطاب: لا يخلونَّ رجلٌ بامرأةٍ إلّا كانَ ثالثَهُما الشَّيطانُ (۱)

۲۔ وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: لا يخلون أحدكم بامرأة إلا مع ذي محرم (۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے، ورنہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شخص شیطان ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ہو، مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔

---

(۱) الترمذی (٢١٦٥)

(۲) متفق علیہ

لیو اِن ریلیشن شپ کا حکم

دفعہ نمبر: 03 سب سیکشن: 4، شق: د۔ھ

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: لیو ان ریلیشن شپ (live in relationship) مطلقاً ناجائز ہے۔

دلائل:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴾ (۱)

ترجمہ: اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

دیکھیں دفعہ ۳ ذیلی دفعہ ۴ شق (ب)۔

(۱) سورۃ الاسراء:32]

مرد بہ یک وقت
چار شادی تک کر سکتا ہے عورت نہیں

دفعہ نمبر: 04 شق: (i)

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں

تفصیل: شریعت میں مردوں کے لئے بیک وقت ایک سے زائد چار تک نکاح کی گنجائش ہے؛ البتہ عورت ایک نکاح میں ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔

دلائل:

۱۔ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (۱)

۲۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ (۲)۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔

---

(۱) النساء: الآیۃ: ۳

(۲) النساء: ۲۳

٣- عن عائشةُ أنَّ النِّكاحَ كانَ في الجاهليَّةِ على أربعةِ أنحاءٍ فكانَ منها نكاحُ النَّاسِ اليومَ يخطبُ الرَّجلُ إلى الرَّجلِ وليَّتَهُ فيُصدِقُها ثمَّ ينكحُها ونكاحٌ آخرُ كانَ الرَّجلُ يقولُ لامرأتِهِ إذا طهُرَت من طمثِها أرسلي إلى فلانٍ فاستبضعي منهُ ويعتزلُها زوجُها ولا يمسُّها أبدًا حتَّى يتبيَّنَ حملُها من ذلَك الرَّجلِ الَّذي تستبضعُ منهُ فإذا تبيَّنَ حملُها أصابَها زوجُها إن أحبَّ وإنَّما يفعلُ ذلَك رغبةً في نجابةِ الولدِ فكانَ هذا النِّكاحُ يسمَّى نكاحَ الاستبضاعِ ونكاحٌ آخرُ يجتمعُ الرَّهطُ دونَ العشرةِ فيدخلونَ على المرأةِ كلُّهم يصيبُها فإذا حملت ووضعت ومرَّ ليالٍ بعدَ أن تضعَ حملَها أرسلت إليهم فلم يستطع رجلٌ منهم أن يمتنِعَ حتَّى يجتمعوا عندَها فتقولُ لهم قد عرفتُمُ الَّذي كانَ من أمرِكم وقد ولدتُ وهوَ ابنُك يا فلانُ فتسمِّي من أحبَّت منهم باسمِهِ فيَلحقُ بهِ ولدُها ونكاحٌ رابعٌ يجتمعُ النَّاسُ الكثيرُ فيدخلونَ على المرأةِ لا تمتنعُ مِمَّن جاءها وهنَّ البغايا كنَّ ينصبنَ على أبوابِهنَّ راياتٍ يكنَّ علمًا لمن أرادهنَّ دخلَ عليهنَّ فإذا حملت فوضعت حملَها جمعوا لها ودعوا الهمُ القافةَ ثمَّ ألحقوا ولدَها بالَّذي يرونَ فالتاطهُ ودُعيَ ابنَهُ لا يمتنعُ من ذلَك فلمَّا بعثَ اللهُ محمَّدًا صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ هدمَ نكاحَ أهلِ الجاهليَّةِ كلَّهُ إلَّا نكاحَ أهلِ الإسلامِ اليومَ۔(١)

ترجمہ: ا۔ پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں پسند

(١) سنن أبي داود الرقم: 2272

آئیں، دو، دو، تین، تین، یا چار، چار۔

۲۔ تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں۔ اور وہ عورتیں جو کسی کے نکاح میں ہیں حرام ہیں، مگر جن پر تمہیں ملکیت حاصل ہو (وہ حلال ہیں) یہ اللہ کی کتاب ہے جو تم پر فرض کی گئی ہے۔ اور تم پر جو کچھ اس کے علاوہ ہے، اس کو حلال کیا گیا ہے کہ تم ان سے نکاح کرو مال کے بدلے پاکیزگی کے لئے نہ کہ مستی کے لئے۔ اور تم ان عورتوں کو ان کا مہر دو، جن سے تم نے فائدہ اٹھایا، یہ ایک فرض ہے۔ اور اگر تم دونوں کے درمیان اس فرض کے بعد کسی بات پر رضامندی ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جاہلیت کے زمانے میں نکاح کی چار اقسام تھیں: ایک یہ کہ آج کی طرح ایک شخص لڑکی کے ولی کو پیغام نکاح بھیجتا تھا، پھر وہ لڑکی کو مہر دیتا اور پھر نکاح کرتا۔ دوسری قسم یہ تھی کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا کہ جب تم حیض سے پاک ہو جاؤ تو فلاں شخص کے پاس جاؤ اور اس سے حاملہ ہو جاؤ، پھر اس کا شوہر اسے چھوڑ دیتا اور اس سے کبھی نہیں ملتا، یہاں تک کہ یہ واضح ہو جائے کہ وہ اس شخص سے حاملہ ہے جس سے اپنے رحم میں اس نے نطفہ ٹپکایا۔ اگر حمل ثابت ہو جائے تو وہ اپنے شوہر کے پاس واپس آ سکتی تھی اور یہ عمل بچے کو بہادر بنانے کے لئے ہوتا تھا۔ یہ نکاح استبضاع کہلاتا تھا۔ تیسری قسم میں ایک گروہ، جو دس سے کم ہو، اس عورت کے پاس آتا تھا اور سب اس سے ملتے تھے۔ جب وہ حاملہ ہوتی تو وہ کچھ دن بعد ان سب کو بلاتی اور کوئی بھی ان میں سے انکار نہیں کر سکتا تھا، پھر وہ کہتی: تم جانتے ہو کہ کیا ہوا، اور

یہ تمہارا بیٹا ہے، اور وہ جس کا نام لے لیتی، اس کا بیٹا اسی کے نام پر ہوتا تھا۔ چوتھی قسم میں بہت سے لوگ اس عورت کے پاس آتے تھے اور وہ ان میں سے کسی کو بھی منع نہیں کرتی تھی، یہ زنا کروانے والی خواتین تھیں جو اپنے دروازوں پر جھنڈے لگاتی تھیں، یہ ان کے لیے نشانی ہوتی تھی، جو بھی ان کے پاس آنا چاہتا، وہ آجاتا۔ جب وہ حاملہ ہو جاتی تو وہ ان سب کو جمع کرتیں اور ان کے پاس ایک نسل شناس کو لے آتیں تاکہ ان کا بچہ ان کے سامنے لائیں اور اس بچہ کو جس کے ساتھ وہ تعلق دیکھتیں، اس کے بیٹے کی حیثیت سے منسوب کرتیں۔ پھر جب اللہ نے محمد ﷺ کو بھیجا تو انہوں نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا، سوائے اسلام کے نکاح کے جو آج بھی جاری وساری ہے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

۱۔ مختلف سماجی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام نے ایک مرد کو ایک سے زیادہ شادی کی اجازت دی ہے۔

۲۔ حالیہ رپورٹ کے مطابق ہندو حضرات کے درمیان دوسری شادی غیر قانونی ہونے کے باوجود ایسے لوگوں کی خاصی تعداد موجود ہے جنہوں نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ یعنی قانونی طور پر ممنوع ہونے کے باوجود اسے نہیں روکا جا سکا۔

اس تجربہ کے بعد حکومت کو چاہئے کہ دوسری شادی کو قانونی طور پر ممنوع قرار دینے کے بجائے دوسری بیوی اور اس کے بچے کی پوزیشن کو قانونی طور پر تسلیم کر لیں۔ اور ایسے ضابطے بنانے چاہئیں کہ دو بیویوں والا مرد کسی ایک بیوی کو نظر انداز نہ کر سکے۔ تعدد ازدواج کو قانونی طور پر ممنوع قرار دینے کا مطلب ہے کئی دہائیوں کے ناکام تجربے کو پھر سے قانون کی سطح پر دہرانا۔

ولی کے ذریعے نکاح کا حکم

دفعہ نمبر: 04 شق:(ii)

تفصیل: اس شق کی الف، ب اور ج تینوں صورتوں میں ولی کے ذریعے نکاح شرعاً صحیح ہے۔

دلائل:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (۱)

ترجمہ: اور تم اپنے میں سے بے نکاح لوگوں (یعنی غیر شادی شدہ مرد و عورت) کا نکاح کرادو اور اپنے نیک غلاموں اور اپنی نیک باندیوں کا بھی نکاح کرادو۔ اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے گا۔ اور اللہ بڑا ہی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

وضاحت:

یہ حکم عام ہے اور مجنون کے لئے بطور استدلال کافی نہیں ہے۔

وبالوالدین احسانا

(۱) سورۃ النور:32

نکاح کے لیے کسی عمر کی تحدید نہیں

دفعہ نمبر: 04 شق: (iii)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: نکاح کے لیے لڑکے لڑکی کی کوئی عمر شرعاً متعین نہیں ہے۔

دلائل:

۱۔عن عائشة أم المؤمنين تزوّجني رسولُ اللهِ صلّى اللهُ عليه وسلَّمَ وأنا ابنةُ ستِّ سِنينَ بمكّةَ، مُتوَفّى خديجةَ، ودخَلَ بي وأنا ابنةُ تِسعِ سِنينَ بالمدينةِ۔ (۱)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے شادی کی جب میں ۶ ؍سال کی تھی اور میں مکہ میں تھی، جب کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، اور میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زندگی کی ابتدا اس وقت ہوئی جب میں ۹ ؍سال کی تھی مدینہ منورہ میں۔

۲۔ ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ (۲)

ترجمہ: اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آتا ہے۔

۳۔ ویقول اللہ تعالی: وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ (۳)

(۱) البخاری (5134)،

(۲) سورۃ الطلاق: 4]

(۳) [النساء: 3]

قالت أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها في تفسير هذه الآية عندما سألها عنها ابن أختها: يا ابن أختي هي اليتيمة تكون في حجر وليها، تشاركه في ماله، فيعجبه مالها وجمالها، فيريد أن يتزوجها بغير أن يقسط في صداقها، فيعطيها مثل ما يعطيها غيره، فنهوا أن ينكحوهنَّ إلا أن يقسطوا لهنَّ، ويبلغوا بهنَّ أعلى سنتهنَّ في الصداق۔ متفق عليه۔ فقولها رضي الله عنها: فيريد أن يتزوجها۔ فنهوا أن ينكحوهن إلا أن يقسطوا يدل على مشروعية زواج الصغيرة التي لم تبلغ، إذ لا يتم بعد البلوغ، وإنما اليتم ما كان قبل البلوغ۔

۴۔عن سُلَيمانَ بنِ يَسارٍ: (أنَّ ابنَ عُمَرَ زوَّجَ ابنًا له ابنةَ أخيه، وابنُه صغيرٌ يومَئذٍ) (١)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور اگر تمہیں یتیموں کے معاملے میں انصاف نہ کرنے کا خوف ہو تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں، دو دو، تین، تین یا چار، چار سے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: (جب ان سے ابن اخت، عروۃ بن الزبیر نے پوچھا:) اے میرے بھانجے! یتیمہ سے وہ یتیم لڑکی مراد ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو، اور وہ اس کے مال میں شریک ہو، تو اس کا مال اور خوبصورتی اسے پسند آجائے، اور وہ بغیر اس کے کہ اس کے حق میں انصاف کرے، اس سے نکاح کرنا چاہے، یعنی اسے ایسا حق دینا چاہے جیسا دوسرا دے سکتا ہے۔ تو انہیں نکاح کرنے سے منع کیا

(١) أخرجه البيهقي (14190)

گیا، مگر یہ کہ وہ ان کے حق میں انصاف کریں، اور انہیں ان کی قوم کی خواتین کے اعلیٰ معیار کے مطابق مہر دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ وہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اور انہیں نکاح کرنے سے منع کیا گیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ نابالغ لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے، کیونکہ یتیم کا معنی صرف بلوغ سے پہلے ہے بلوغ کے بعد نہیں۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نکاح اپنی بھانجی سے کرایا، حالانکہ ان کا بیٹا اس وقت چھوٹا تھا۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

١۔ عورت اور مرد دونوں جب سماج کے سب سے بڑے ادارہ یعنی سیاسی ادارہ کے سلسلے میں اٹھارہ سال کی عمر میں ہی رائے دینے کے اہل ہو جاتے ہیں تو شادی کے لئے عمر کا یہ فرق کیوں۔ جس عمر میں دونوں کو ووٹ کا حق حاصل ہوا، کم از کم اسی عمر میں اسے شادی کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ حالانکہ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ جب عورت اور مرد کو نیچر نے بالغ کر دیا تو پھر اسے کسی قانون کا سہارا لے کر شادی سے روکنا درست نہیں چاہے وہ جس عمر میں بالغ ہو جائے۔

٢۔ جاپان ایک ترقی یافتہ ملک ہے، یہاں مردوں کی کم سے کم عمر ١٨/سال جبکہ لڑکی کی شادی کی عمر ١٣/سال ہے۔ انگلینڈ میں ١٦ سال سے کم عمر کے لڑکا اور لڑکی کی شادی قانونا قابل تسلیم ہے، اگر وہ شادی والدین کی رضامندی (parental consent) سے ہوئی ہو۔

ہمیں بھی شادی کی کم سے کم عمر کے معاملے میں لچک رکھنا چاہئے اور والدین کی رضامندی سے کم عمری میں شادی ہو رہی ہو تو اسے تسلیم کر لینا چاہئے۔ کیونکہ ہر گھر کی اپنی اپنی مجبوریاں ہوتی ہے۔

رسم ورواج یا عرف سے
محرمات کی تحدید نہیں کی جاسکتی

دفعہ نمبر: 04 شق:(iv)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: محرماتِ شرعیہ کو عرف یا رسم ورواج نہیں بدل سکتے۔ مثلاً:

ا: جنوب ہند میں ماموں بھانجی کی شادی۔

۲۔ بعض آدیواسیوں میں ایک عورت کی ۲ مردوں سے شادی۔

دلائل: ا۔ ﴿وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا﴾ (۱)

ترجمہ: اورتم اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

۲۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (۲)

ترجمہ: پس تمہارے رب کی قسم! وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ وہ تمہیں اپنے درمیان ہونے والے اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لیے نہ بلائیں، پھر اپنے دلوں میں تمہارے فیصلے کے بارے میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور مکمل طور پر تسلیم کرلیں۔

۳۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا (۳)

ترجمہ: اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راستہ مقرر کیا ہے۔

---

(۱) [الاحزاب:62]

(۲) النساء:٦٥

(۳) المائدۃ:۴۸

شادی صرف شرعی طریقوں سے ہی معتبر قرار دی جاسکتی ہے

دفعہ نمبر: 05۔ مکمل۔

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: مسلمان مرد و عورت کی شادی صرف شرعی طریقے سے نکاح کے ذریعے ہی ہوسکتی ہے۔

دلائل:

۱۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا(۱)۔

ترجمہ: اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راستہ مقرر کیا ہے۔

۲۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (۲)

۳۔ النِّكَاحُ من سُنَّتِي فمَنْ لمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَليسَ مِنِّي و تَزَوَّجُوا؛ فإني مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ، و مَنْ كان ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ، و مَنْ لمْ يَجِدْ فعليهِ

(۱) المائدۃ: ۴۸

(۲) المؤمنون: ۵۔۶۔۷

بِالصِّيامِ، فإنَّ الصَّوْمَ لهُ وِجَاءٌ الراوي: عائشة أم المؤمنين۔ (١)

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں یا اُن کے ہاتھ کی ملکیت کے سوا، اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ کچھ چاہے، وہ حد سے گزرنے والے ہیں۔

نکاح میری سنت ہے، جو میری سنت پر عمل نہیں کرتا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ شادی کرو، میں تمہاری کثرت کی بنا پر دیگر اُمتوں پر فخر کروں گا۔ اور جو شخص مالی استطاعت رکھتا ہو، وہ نکاح کرے۔ اور جو استطاعت نہیں پاتا، وہ مسلسل روزہ رکھے، کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال اور روک تھام ہے۔

۵۔لا نِكاحَ إلَّا بوَليٍّ وشاهِدَينِ، ومَهرٍ، ما قلَّ أو كثُرَ۔ الراوي: عبدالله بن عباس (٢)

ترجمہ: نکاح کا کوئی وجود نہیں بغیر ولی اور دو گواہوں کے، اور مہر کے ساتھ، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ۔

وضاحت:

یہ دفعہ مسلمانوں کو شادی کی تقریب کے سلسلے میں کسی خاص طریقے کا پابند نہیں کرتی ہے۔ بلکہ مذہبی تقریب کو قانونی جواز فراہم کرتی ہے جیسا کہ دفعہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔

☆☆☆

(١) ابن ماجہ(1846)

(٢) ابن ماجہ(1880)

نکاح اور طلاق کا لازمی رجسٹریشن

دفعہ نمبر: 06۔مکمل۔
تجزیہ: موافق شرع۔
تفصیل: نکاح اور طلاق کا رجسٹریشن لازمی نہیں ہے؛ البتہ رجسٹریشن کرا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔اور چوں کہ رجسٹریشن نہ کرانے پر نکاح کو باطل کرنے کا فیصلہ نہیں دیا جارہا ہے لہذا رجسٹریشن نہ کرانے پر سزا محض انتظامی نوعیت کی چیز رہ جاتی ہے اس لئے یہ خلاف شرع نہیں ہے۔

یہاں الفاظ مبہم ہیں۔دفعہ نمبر بیس میں اس کی وضاحت موجود ہے۔:

ا۔جو شادی رجسٹرڈ نہ ہو۔

۲۔میمورنڈم سب رجسٹرار کو نہ پہنچایا گیا ہو یا شادی کا سرٹیفکیٹ سب رجسٹرار کے ذریعے جاری نہ کرایا گیا ہو۔

۳۔اسی طرح میمورنڈم یا سرٹیفکیٹ آف میرج میں دی گئی تفصیلات غلط ہوں؛ تو بھی نکاح باطل نہیں سمجھا جائے گا البتہ کورٹ کے مطالبے پر تیس دن کے اندر ڈاکومنٹ جمع نہ کرنے پر جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

دلائل:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾(۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کے لیے قرض لیتے ہو تو اسے لکھ لیا کرو۔

---

(۱) [البقرة:282]

وضاحت:

جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں لکھنے کا حکم ارشادی اور استحبابی ہے۔ آیت کا سیاق وسباق اس کی دلیل ہے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

ا۔سرکاری طور پر شادی رجسٹریشن کو لازمی قرار دینے کے بجائے مختلف قوموں میں موجود آزاد اور غیر سرکاری اداروں کی طرف سے جاری کردہ سند نکاح کو سرکاری طور پر تسلیم کرلیا جائے تو کسی دشواری کے بغیر یہ کام ہوسکتا ہے۔البتہ ایسے اداروں کو تفصیلات کو محفوظ رکھنے کا پابند کیا جانا چاہئے۔لازمی رجسٹریشن شادی کرنے والے پر بھی ایک اضافی بوجھ ہے اور سرکاری خزانے پر بھی۔

مثلاً نکاح خواں قاضی کی طرف سے جاری کردہ سند نکاح کو یا کسی پنڈت کی طرف سے جاری کردہ کسی وِواہ پرمان پتر کو سرکاری طور پر تسلیم کرکے اس کی بنیاد پر پاسپورٹ، آئی ڈی اور آدھار کارڈ پر اور دوسری جگہوں پر انٹری ہونے لگے تو لازمی رجسٹریشن کے بغیر بھی اپنے آپ لازمی رجسٹریشن کا مقصد حاصل ہوجائے گا۔

۲۔بہتر حکمرانی وہ ہوتی ہے، جس میں کام کا پروسیز جو سادہ اور آسان ہو اور عوامی زندگی میں حکومت کی مداخلت کم سے کم ہو۔جو مقصد غیر سرکاری طور پر بھی حاصل کیا جا سکتا ہو اس کے لئے سرکاری دفتروں کی پیچیدگی میں جکڑنا قومی اور ملکی مفاد میں نہیں ہوتا۔

۳۔علاوہ ازیں لڑکا اور لڑکی بسا اوقات سماج اور معاشرے کے خلاف اقدام کرتے ہوئے آپسی غیر قانونی تعلق کو غلط ثبوتوں اور جھوٹے گواہوں کی بنیاد پر کورٹ میرج کے نام پر قانونی جواز حاصل کر لیتے ہیں۔

تعلیقات: رجسٹریشن کا مقصد نزاع یا کسی سرکاری اور غیر سرکاری ضرورتوں کے وقت نکاح کا اثبات ہے، اسے لازمی رجسٹریشن کے بغیر بھی غیر سرکاری طور پر قاضی کے تیار کئے ہوئے نکاح نامہ کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

طلاق اور عدت

دفعہ نمبر: سب سیکشن:2

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: جوڈیشل سیپریشن کی تعریف یوسی سی کے اس دستاویز میں موجود نہیں ہے۔اگراس کی تعریف ہندومیرج ایکٹ 1955 کی ہے تو اس میں حرج کم ہے لیکن اگراس سے مراد اسلامی طور پر علیحدگی ہے جیسے کہ طلاق تو عدالتی علیحدگی کا حکم نامہ جاری ہونے کے بعد(جب کہ خلوتِ صحیحہ یا دخول ہوا ہوتو شوہر کے خرچ پر)عدت گزارنا واجب ہے۔نیز طلاقِ رجعی کی صورت میں شوہر از خود رجوع کرسکتا ہے۔

دفعہ نمبر:24 سب سیکشن:1(ب)۔

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: دفعہ چار سب سیکشن ۳ میں تمام تفصیلات آ چکی ہیں۔

مدت حمل میں نکاح کا حکم

دفعہ نمبر: 24۔سب سیکشن:1(د)

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں

تفصیل: مرد دوسری عورت کو حاملہ بنانے کے باوجود کسی اور عورت سے نکاح کرسکتا ہے۔

مدت حمل میں نکاح ممنوع ہے لیکن اگر حاملہ عورت کا نکاح ہوگیا ہے تب بھی اس کا نکاح ختم نہیں کیا جائے گا البتہ مجامعت سے روکا جائے گا۔

دلائل:

۱۔ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا (١)

۲۔- قامَ فينا خطيبًا قالَ أما إنِّي لا أقولُ لكم إلَّا ما سمعتُ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ يقولُ يومَ حنينٍ قالَ لا يحلُّ لامرئٍ يؤمنُ باللهِ واليومِ الآخرِ أن يسقيَ ماءَه زرعَ غيرِه يعني إتيانَ الحبالى ولا يحلُّ لامرئٍ يؤمنُ باللهِ واليومِ الآخرِ أن يقعَ علَى امرأةٍ منَ السَّبيِ حتَّى يستبرئَها ولا يحلُّ لامرئٍ يؤمنُ باللهِ واليومِ الآخرِ أن يبيعَ مغنمًا حتَّى يقسمَ واللفظ له، (٢)

---

(١) الطلاق:٤

(٢) أبوداود(2158)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت بچہ جننے تک ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔

ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے کہا: میں تمھیں صرف وہی بات بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حنین کے دن کہتے سنا۔ کہا: کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں (کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو) وہ دوسرے کے کھیت کو اپنے پانی سے سیراب کرے، یعنی حاملہ عورتوں کے ساتھ (شہوت کا) معاملہ کرے، اور یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، کہ وہ جنگ کے قیدیوں میں سے کسی عورت کے ساتھ جماع کرے، جب تک کہ اس کی عدت پوری نہ ہو جائے، اور یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، کہ وہ مال غنیمت کو بیچے، جب تک کہ وہ تقسیم نہ ہو جائے۔

٣- مَنْ كان يُؤمنُ باللهِ واليومِ الآخِرِ فلا يسقِ ماءَهُ زرعَ غيرِهِ الراوي:-(١)

ترجمہ: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے پانی سے دوسرے کے کھیت سیراب نہ کرے۔

(١) المحدث: ابن العربي | المصدر: أحكام القرآن لابن العربي 514/1

باب دوم

(طلاق و فسخ نکاح)

- اسبابِ فسخ کا بیان
- طلاق کے لیے عدالت سے مراجعت کا حکم
- تبدیلیء مذہب کی بنیاد پر فسخ نکاح کی صورتیں
- بل کی غلطیوں کی نشاندہی
- بل کی غلطیوں کے سماج پر مرتب ہونے والے منفی اثرات
- تجزیہ
- تفصیل
- وضاحت
- دلائل
- تعلیقات

بالجبر نکاح کا حکم

دفعہ نمبر: 24-سب سیکشن:2(الف،ب،ج)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: جبر کے ساتھ نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔

جبر فسخ کے اسباب میں سے نہیں ہے چاہے فسخ نکاح کا معاملہ جبر ختم ہونے کے ایک سال سے قبل ہو یا ایک سال کے بعد پہونچے؛البتہ شقاق فسخ کے اسباب میں سے ہے۔

زوجین کے مابین علاحدگی کے لئے عدالت کا سہارا لینا

دفعہ نمبر: 25 سب سیکشن:1

تجزیہ: خلاف شرع۔

تفصیل: اسلام میں زوجین کے مابین علیحدگی (seperation) کے لیے بعض صورتوں میں عدالت کی ضرورت نہیں ہے۔اور جن صورتوں میں عدالت کی ضرورت ہے ان میں اسلامی فقہ میں تربیت شدہ اور قضا کے منصب پر فائز قاضی کو ہی فسخ نکاح کو سننے اور اس پر فیصلہ کرنے کا اختیار ہے،جس کی تفصیل یہ ہے کے اسلام میں زوجین کے مابین علیحدگی (seperation) کے دو بنیادی طریقے ہیں۔ایک کو ہم بیرون عدالت علیحدگی کے زمرے میں رکھ سکتے ہیں، جیسے طلاق جس کا حق مرد ہی کو حاصل ہے۔

دوسرے طریقے کو ہم بذریعۂ عدالت (جو شرعًا معتبر ہو) علیحدگی (judicial seperation) کہہ سکتے ہیں۔، جسے: خلع اور فسخ نکاح (dissolution of marriage) کہتے ہیں۔

اسے سمجھنے کے لئے dissolution of marriage Act 1939 کی طرف مراجعت کریں۔

divorce is not equal to Talaq; Talaq is a process of divorce (seperation) just as Khul3 or Faskh

نوٹ: divorce (زوجین کے مابین علیحدگی) کی ہر صورت میں عدالت سے رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انگریزی میں divorce کی جگہ

seperation استعمال کرنا مناسب رہے گا۔

دلائل:

۱ - الطَّلاقُ لِمَن أخذَ بالسّاقِ (۱)

۲ - عن عبدِ اللهِ قال: الطلاقُ بالرجالِ والعدةُ بالنساءِ (۲)

(قاضی کی دلیل): ۱ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (۳)

ترجمہ: ۱۔ طلاق کا حق اسی کو ہے جس نے پنڈلی پکڑی یعنی: عورت کو اپنے نکاح میں لیا ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: طلاق کا اختیار مردوں کو ہے اور عدت کا تعلق عورتوں سے ہے۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے میں سے اولو الامر کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔

وضاحت:

عدالت کو طلاق کا اختیار دینے کی صورت میں کئی طرح کی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں:

(۱) ابن ماجۃ (۲۰۸۱)۔
(۲) (السنن الکبری للبیہقی (۷/ ۳۷۰)
(۳) نساء ۵۹

۱۔ بسا اوقات زوجین کے مابین اختلاف نہایت شدید قسم کے ہوتے ہیں اور عدالت طلاق کی منظوری نہ دے۔ایسے میں زوجین کا رشتہ ازدواج سے منسلک رہنا سنگین اور انہونی صورت حال کا سبب بن سکتا ہے۔

۲۔طلاق کے معاملے کو عدالت لے جانے کی صورت میں فریقین پر مالی بوجھ کا اضافہ ہوگا، یہ ناخوشگواری کو سخت تر بنانے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

۳۔ جب میاں بیوی کے درمیان شدید نا چاقی پیدا ہوجائے کہ رشتے میں بنے رہنا ممکن نہ ہو مصالحت کی ساری کوشش ناکام ہوجائے تو مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس رشتے کو ختم کردیا جائے اور دونوں اپنے حساب سے اپنی نئ زندگی شروع کرے۔اس صورت میں عدالت کا التزام خواہ مخواہ اس مسئلہ کو طول دے گا اور دونوں کے حرام میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔

شریعت میں طلاق کا اختیار صرف شوہر کو ہے، یہ اختیار عدالت کو منتقل کرنا خلاف شرع ہوگا۔

نوٹ: کورٹ کو بہت فاسٹ اور بہتر بنادیا جائے اور سماج کو پڑھا لکھا بنادیا جائے پھر بھی عدالت کو طلاق کا اختیار نہیں دیا جا سکتا۔

مزید وضاحت مع ذکر اسباب:

دراصل نکاح ختم کرنے کا اختیار مرد کو طلاق کی صورت میں دیا گیا ہے اور عورت کو بذریعہ شرعی عدالت خلع لینے کی صورت میں اور اگر شوہر خلع کے لیے راضی نہ ہو اور عورت اس کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو تو قاضی کی عدالت میں جا کر فسخ نکاح کرانے کی شکل میں اختیار دیا گیا ہے۔

جب تقسیم اختیارات کی بات آتی ہے تو عقلی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ انتظامی امور میں دو افراد کے درمیان برابر اختیارات کی تقسیم ممکن ہی نہیں ہے؛ لہذا جو عقل و فہم، طاقت وقوت اور امور دنیاداری سے زیادہ واقف ہو اور جس پر زیادہ ذمہ داری

ڈالی جائے اسی کو اختیار بھی زیادہ دیا جائے۔

مثلاً: نکاح کی صورت میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کا جائزہ لیا جائے تو نکاح کے بعد:

۱۔ عورت کا نان ونفقہ مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔

۲۔ پہلے سے ہی اپنے والدین کی ذمہ داری مرد کے ذمہ ہوتی ہے۔

۳۔ نکاح کا مہر مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔

۴۔ بچے کی پیدائش کی صورت میں اس کی پرورش کی ذمہ داری اور اخراجات مرد کے ذمہ ہوتے ہیں۔

۵۔ بچے کی پرورش، پڑھائی لکھائی، شادی بیاہ سب کی ذمہ داری اور اخراجات مرد کے ذمہ ہیں۔

۶۔ اگر شوہر طلاق بھی دیتا ہے تو مہر کی ادائیگی اور عدت کے زمانے، (جو کہ تقریباً ۳ مہینے ہوتا ہے) کا پورا خرچہ مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف نکاح کی صورت میں عورت پر:

۱۔ نہ کوئی مہر ہوتا ہے۔

۲۔ نہ اپنے والدین کی مالی ذمہ داری ہوتی ہے۔

۳۔ نہ اپنے گھر بار کی بلکہ خود اپنے کھانے پینے کی بھی ذمہ داری اس پر نہیں بلکہ وہ شوہر کے ذمہ ہے۔

۴۔ نہ بچے کی پرورش اور اخراجات کی ذمہ داری اس پر ہے۔

۵۔ اگر عورت خلع یا فسخ نکاح کرواتی ہے تو بھی شوہر کا کوئی خرچہ اس کے ذمہ نہیں ہوگا۔

نکاح کی صورت میں بس ایک چیز اس کے ذمہ آتی ہے کہ وہ اب اس گھر کو اپنا گھر سمجھے، اپنی عزت وآبرو کو شوہر کی عزت وآبرو سمجھے اور اس گھر کو مرد کے لئے سکون و اطمینان کا ذریعہ بنائے جیسا کہ قرآن میں ہے: لتسكنوا إليها۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس پر زیادہ ذمہ داری ہے اس کو اختیار تھوڑا زیادہ دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر عورت کو یہ لگے کہ وہ اس شخص کے ساتھ گزارا نہیں کرسکتی ہے تو اسے بھی نکاح ختم کرنے کا اختیار ہے خلع یا فسخ نکاح کے ذریعے اختیار مردوں کے اختیار سے کمزور ہے۔ یعنی یہاں نکاح سے نکلنے کے لئے عورت عدالت کو واسطہ بنائے گی؛ لیکن مرد کو عدالت تک جانے کی ضرورت نہیں۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

بیرون عدالت تفریق کے راستہ کو بند کردینے سے دشواری بڑھ جائے گی۔ کیونکہ جو رشتہ نبھایا نہ جاسکے اسے طول دینا زوجین کی عمر کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔

مثلاً پچیس سال کی عمر میں ایک لڑکی کی شادی ہوتی ہے۔ شادی ہوتے ہی دونوں پر یا دونوں میں سے کسی ایک پر ظاہر ہوجاتا ہے کہ ساتھ پرسکون زندگی نہیں گزر سکتی۔ ایسی شکل میں دو سال کے بعد معاملہ عدالت میں جاتا ہے جبکہ لڑکی ستائیس سال کی ہو چکی ہے۔ یوں تو ایسے مقدمات میں اوسطاً دس سے زیادہ سال لگتے ہیں، لیکن یہاں ہم مان لیتے ہیں کہ اوسط کے نصف سے کم یعنی پانچ سال میں فیصلہ آ گیا۔ عدالتی طلاق کے وقوع کے وقت لڑکی کی عمر بتیس سال کی ہوچکی ہوگی۔ کیا موجودہ ہندوستانی سماجی حالات میں یہ ممکن ہے کہ بتیس سال کی ایک طلاق یافتہ کی دوسری شادی آسانی سے ہوجائے گی؟ جبکہ پہلی شادی ہی اس عمر میں پہونچنے کے بعد مشکل ہوجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کا قانون بظاہر عورت کے حق میں نظر آتا ہے، لیکن نتیجے کے اعتبار سے مرد سے زیادہ یہ عورت کے خلاف ہے۔ بذریعۂ عدالت تفریق کو آخری چارۂ کار کے طور پر رکھنا چاہئے اسے صرف ایک راستہ نہیں بنانا چاہئے۔

تعلیقات: نکاح اور طلاق کا مسئلہ اتنا ہی مذہبی ہے جتنا رسوم عبادت مذہبی ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص دوسرے مذہبی گروہ سے اپنے رسوم

عبادت اور پوجا پاٹ نہیں کراتے اسی طرح اپنا نکاح اور شادی کا مرحلہ بھی دوسرے مذہب کے متبعین سے نہیں کراتے جیسے ایک ہندو پنڈت کے بجائے مولانا اور پادری سے اور ایک مسلمان ہندو پنڈت سے شادی نہیں کرا سکتے۔

جس طرح سے عبادات میں ایک مذہبی گروہ پر دوسرے مذہبی گروہ کو اختیار دینا مذہبی آزادی میں مداخلت ہے۔اسی زاویہ سے نکاح اور طلاق کے مسئلہ کو دیکھنا چاہئے اور ہر مذہبی اکائی کو اپنے حدود میں اس کی آزادی دینا چاہئے خواہ وہ مذہبی اکائی سب سے بڑی اکثریت ہو یا سب سے چھوٹی اقلیت۔

ظالم کو ظلم سے روک دو!

عَنْ أَنَسٍ بن مالك رَضِيَ اللہ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ: "انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: تَحْجُزُهُ أَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَإِنَّ ذَلِكَ نَصْرُهُ". (صحیح البخاری: ۲۴۴۴)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے ظلم سے روک دو، یہی اس کی مدد ہے۔''

فسخ نکاح کے لیے
شرعی عدالت سے رجوع

دفعہ نمبر: 25۔سب سیکشن (1) شق نمبر (i)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: ا۔طلاق کے لیے شریعت نے کوئی وجہ متعین نہیں کی ہے۔

۲۔اگر زنا شوہر نے کیا ہے تو بیوی نفرت کی بنیاد پر عدالت (جو شرعی طور پر معتبر ہو) سے فسخ نکاح کیلئے رجوع کر سکتی ہے۔

دلائل:

ا۔ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا (۱)

۲۔وعند تفريط المرأة في حقوق الله تعالىٰ الواجبة عليها مثل الصلاة ونحوها أن تكون غير عفيفة أو خارجة إلى المخالفة والشقاق مندوب إليه۔(۲)

۳۔ إذا اعتادت الزوجة الفسق، عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، والضرب فيما يجوز فيه؛ فإن لم تنزجر لايجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد أدى حقاً

(۱) [النساء:35]

(۲) (إعلاء السنن/كتاب الطلاق ١١/١٦٢ بيروت)

والإثم عليها، هذا ما اقتضاه الشرع، وأما مقتضى غاية التقوىٰ فهو أن يطلقها، لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر وإلا فلا يطلقها۔ (۱)

ترجمہ: ۱۔ اور اگر تمہیں ان دونوں کے درمیان جھگڑے کا خوف ہو تو مرد کے اہل خانہ میں سے ایک کو اور عورت کے اہل خانہ میں سے ایک کو حکم بناؤ۔ اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں تو اللہ ان دونوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔ بے شک، اللہ جاننے والا، خبر رکھنے والا ہے۔

۲۔ جب عورت اللہ تعالیٰ کے واجب حقوق میں کوتاہی کرتی ہے، جیسے نماز اور اسی طرح کے دوسرے معاملات، یا بے حیائی کرتی ہے، یا خلاف ورزی اور جھگڑے کی طرف نکلتی ہے، تو اس کا علاج کیا جانا چاہیے۔

۳۔ اگر بیوی فسق کی عادی ہو تو اس کے لیے معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا واجب ہے، اور جائز طریقے سے مارنا بھی۔ اگر وہ نصیحت کرنے کے باوجود باز نہ آئے تو طلاق دینا ضروری نہیں، کیونکہ شوہر نے اپنا حق ادا کر دیا ہے اور گناہ عورت پر ہے۔ یہ وہی ہے جو شریعت نے مقرر کیا ہے۔ اور تقویٰ کے پیش نظر اس کے لیے طلاق دینا جائز ہے، لیکن طلاق کا جواز صرف اس صورت میں ہے جب شوہر مہر ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، ورنہ اسے طلاق نہ دے۔

یہ اقتباسات نکاح، طلاق، شوہر اور بیوی کے حقوق و فرائض کے بارے میں

(۱) (نفع المفتی والسائل ۱۶۳)

رہنمائی فراہم کرتے ہیں، خاص طور پر اس وقت جب معاملات پیچیدہ ہوں۔

وضاحت:

زوجین میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی بدکردار ہوں، یعنی: شوہر اپنی بیوی کے علاوہ سے یا بیوی اپنے شوہر کے علاوہ سے ناجائز روابط رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں ایک دوسرے سے جدائیگی اختیار کر لینے کا حکم گرچہ واجب نہیں ہے، مگر نزاع اور شقاق کے اندیشے کے سبب عدالت سے فسخ نکاح کے سلسلے میں درخواست دینے کی گنجائش ہے اور افہام وتفہیم کے بعد بھی اصلاح نہ ہو تو فسخ نکاح بہتر ہے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

اس طرح کے شرائط کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت اور مرد ناپسندیدہ شریک حیات سے چھٹکارا پانے کے لئے ایک دوسرے پر جھوٹے الزامات کا سہارا لیں گے۔

اس لئے اسلام کا اصول شقاق جو مالکیہ کے نزدیک وجہ تفریق ہے کافی ہے، یعنی اگر میاں اور بیوی میں سے کوئی ایک محسوس کرتا/کرتی ہے کہ زندگی مشکل ہوگئی ہے اور ساتھ نبھایا جانا ممکن نہیں تو انہیں الگ ہونے کا حق ہے۔

چونکہ مرد کو ایک سے زیادہ شادی کا اختیار حاصل ہے اس لئے یہ وجہ فسخ اس شرط کے ساتھ بنایا جا سکتا ہے کہ اگر مدعی عورت ہو تو اس کے شوہر نے ایسی عورت سے جنسی تعلق قائم نہ کیا ہو جو اس کی بیوی نہیں ہے۔ ورنہ وقتی ردعمل کے تحت عورت اپنا اپنے بچوں کا اور اپنے شوہر کا نقصان کر سکتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ جب وہ کسی عورت کا شوہر ہے تو اس سے جنسی تعلق قائم کرنے کا حق رکھتا ہے۔

تبدیلی مذہب کی بنیاد پر
بقاء و فسخ نکاح کے احکام

دفعہ نمبر: 25 سب سیکشن (1) شق نمبر (iii)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: دو سال کی تحدید خلاف شرع ہے۔

دفعہ نمبر: 25 سب سیکشن (1) شق نمبر (iv)

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں

تفصیل: اگر کسی مسلمان شادی شدہ شخص نے اپنا مذہب بدل لیا تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور بیوی اس سے بائنہ ہو جائے گی، لہذا وہ عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

البتہ اگر شوہر دوبارہ مسلمان ہو جاتا ہے اور وہ اپنی پہلی بیوی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، تو عدت یا عدت گزرنے کے بعد اس کی رضامندی سے نئے مہر کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کر سکتا ہے۔

اگر مسلمان خاتون نے جو کسی مسلمان کی زوجہ ہو وہ مرتد ہو جائے تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس کا نکاح سابق شوہر سے بدستور قائم رہے گا، لیکن شوہر کے لیے عورت کی طرف سے تجدید نکاح سے پہلے اس کے ساتھ وطی یا دواعی وطی شرعاً جائز نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) (الدر المختار: ۳/ ۱۹٤)

اسلامی قانون متعلق مسلم پرسنل لا۔ مرتبہ حضرت امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانی رحمہ اللہ سے چند دفعات ملاحظہ فرمائیں!:

(دفعہ: ۶۲) ''حالت کفر میں مرد وعورت کا کیا ہوا ایسا نکاح جس میں شرع اسلامی کے مطابق صحت نکاح کے سارے ارکان وشرائط پائے جاتے ہوں، دونوں کے قبولیتِ اسلام کے بعد بھی باقی رہے گا۔''

(دفعہ: ۶۳) اور اگر غیر مسلموں کے مابین کوئی ایسا نکاح ہوا جس میں صحت نکاح کی بعض وہ شرطیں نہیں پائی جاتی ہوں جو اسلامی شریعت کی رو سے ضروری ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(الف) جو شرائط نہیں پائی جاتی ہیں ان کا تعلق انعقاد نکاح سے ہے جیسے گواہ کا ہونا ایجاب وقبول کا ہونا وغیرہ

(ب) وہ شرائط جو اس نکاح میں مفقود ہیں وہ ایسی ہیں جو انعقاد نکاح اور بقائے نکاح دونوں کے لیے ضروری ہیں مثلا زوجین کے درمیان محرمیت کا رشتہ نہ ہونا کہ یہ جس طرح انعقاد نکاح کے لیے ضروری ہے اسی طرح بقائے نکاح کے لیے بھی ضروری ہے۔

(دفعہ: ۶۴) پہلی صورت میں زوجین بیک وقت اسلام لے آئیں تو اس نکاح پر ان کو قائم رکھا جائے گا اور نکاح جدید کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

(دفعہ: ۶۵) اور اگر دوسری صورت ہو یعنی اس نکاح میں وہ شرطیں نہ پائی جائیں جو نکاح کے بقاء وہ استمرار کے لیے ضروری ہیں تو اس صورت میں اگر دونوں میاں بیوی ایک ساتھ

اسلام لے آئیں یا کوئی ایک اسلام لے آیا تو نکاح باقی نہیں رہے گا۔ مثلاً کسی نے حالت کفر میں اپنی بھانجی سے نکاح کرلیا اب وہ مسلمان ہوجائے یا دونوں مسلمان ہوجائیں تو یہ نکاح باقی نہیں رہے گا، علیحدگی لازم ہوگی۔

(دفعہ: ٦٦) اگر پہلی صورت میں غیر مسلم زوجین میں سے صرف بیوی اسلام لے آئے تو اگر ممکن ہو تو شوہر پر تین بار اسلام پیش کیا جائے گا اگر شوہر نے بھی اسلام قبول کرلیا تو وہ نکاح قائم رہے گا اور اگر اسلام پیش کرنے کے بعد بھی شوہر اسلام قبول کرنے سے انکار کردے یا خاموش رہے تو اگر ممکن ہو تو قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کردے، تفریق کے بعد عدت گزار کر عورت کسی مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر اسلام پیش کرنا یا قاضی کے ذریعے تفریق کرانا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کا تین حیض یا اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ گزر جانے پر یا حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد نکاح ختم ہوجائے گا اور پھر عدت کے بعد اس کے لیے نکاح کرنا جائز ہوجائے گا۔

(دفعہ: ٦٧) پہلی صورت میں اگر صرف شوہر اسلام لے آئے اور بیوی کتابیہ ہو تو نکاح باقی رہے گا اور اگر بیوی غیر کتابیہ ہو اور اسلام پیش کرنا ممکن ہو تو اس پر تین بار اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام قبول کرلے یا دین کتابی میں داخل ہوجائے تو نکاح باقی رہے گا، ورنہ دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے گی۔ اور اگر اسلام پیش کرنا یا تفریق کرنا ممکن نہ ہو تو تین حیض یا تین ماہ یا حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد نکاح خود بخود ختم ہوجائے گا۔

دلائل:

۱۔ ففی الدر المختار: وأفتی مشایخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا وتیسیرا۔(۱)

۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ(۲)

ترجمہ:۱۔اور بلخ کے مشائخ نے فتوی دیا ہے کہ عورت کے کلمہ کفر بولنے سے فرقت نہ کی جائے اور یہ حکم زجر وتوبیخ کے لئے اور آسانی کے لئے ہے۔

۲۔اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مہاجر مؤمن خواتین آئیں تو ان کی جانچ کرو۔اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔پھر اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ مؤمنات ہیں تو انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔نہ وہ (کافر) ان کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (مؤمنات) ان کے لیے حلال ہیں۔اور جو کچھ ان (کافر شوہروں) نے خرچ کیا ہے ان پر انہیں دے دو۔اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کرو، جب کہ تم انہیں ان کا مہر دو۔اور کافروں کے ساتھ رشتہ نہ

---

(۱) الدر المختار(3/194)

(۲) الممتحنۃ:۱۰

رکھو۔ اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے، اس کا سوال کرو، اور وہ بھی جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے، اس کا سوال کریں۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے جس کا حکم دیتا ہے تمہیں اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

یہ اقتباسات نکاح، طلاق، اور مؤمنات کے حقوق اور حیثیت کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں، خاص طور پر جب وہ کافروں کے درمیان ہوں۔ پہلی عبارت میں مشائخ کی رائے کا ذکر ہے کہ عورتوں کی رجعت کے معاملے میں کیا کیا جانا چاہیے، جبکہ دوسری عبارت میں قرآن کی واضح ہدایت ہے کہ مؤمن خواتین کی حفاظت کی جانی چاہیے اور انہیں کافروں کے حوالے نہیں کیا جانا چاہیے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

یہ ایک بہتر قانون ہے۔ اگر مرد/عورت نے اپنا مذہب تبدیل کرلیا تو ایسی شکل میں سماجی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان سماجی مسائل کا صحیح حل یہی ہے کہ اگر دونوں ایک مذہب پر نہ آرہے ہوں تو دونوں جدائی اختیار کرلے۔

عورت ایک نکاح میں رہتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی

دفعہ نمبر: 25۔شق:ب:(ix)

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں

تفصیل: عورت ایک نکاح میں رہتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی البتہ مرد ایک نکاح میں رہتے ہوئے بیک وقت تین مزید نکاح کرسکتا ہے۔

دلائل:

۱۔ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ (۱)

۲۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَ بَنَاتُكُمْ وَ أَخَوَاتُكُمْ وَ عَمَّاتُكُم (۲)۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

(۱) [النساء:3]

(۲) سورۃ النساء، آیۃ 23

عَلِيمًا حَكِيمًا(۱)

۳- عن عائشةُ أنَّ النِّكاحَ كانَ في الجاهليَّةِ على أربعةِ أنحاءٍ فكانَ منها نكاحُ النَّاسِ اليومَ يخطبُ الرَّجلُ إلى الرَّجلِ وليَّتَهُ فيُصدِقُها ثمَّ ينكحُها ونكاحٌ آخرُ كانَ الرَّجلُ يقولُ لامرأتِهِ إذا طهُرَت من طمثِها أرسلي إلى فلانٍ فاستبضعي منهُ ويعتزلُها زوجُها ولا يمسُّها أبدًا حتَّى يتبيَّنَ حملُها من ذلَك الرَّجلِ الَّذي تستبضعُ منهُ فإذا تبيَّنَ حملُها أصابَها زوجُها إن أحبَّ وإنَّما يفعلُ ذلَك رغبةً في نجابةِ الولدِ فكانَ هذا النِّكاحُ يسمَّى نكاحَ الاستبضاعِ ونكاحٌ آخرُ يجتمعُ الرَّهطُ دونَ العشرةِ فيدخلونَ على المرأةِ كلُّهم يصيبُها فإذا حملت ووضعت ومرَّ ليالٍ بعدَ أن تضعَ حملَها أرسلت إليهم فلم يستطع رجلٌ منهم أن يمتنِعَ حتَّى يجتمعوا عندَها فتقولُ لهم قد عرفتُمُ الَّذي كانَ من أمرِكم وقد ولدتُ وهوَ ابنُك يا فلانُ فتسمِّي من أحبَّت منهم باسمِهِ فيَلحقُ بهِ ولدُها ونكاحٌ رابعٌ يجتمعُ النَّاسُ الكثيرُ فيدخلونَ على المرأةِ لا تمتنعُ مِمَّن جاءها وهنَّ البغايا كنَّ ينصبنَ على أبوابِهنَّ راياتٍ يكنَّ علمًا لمن أرادهنَّ دخلَ عليهنَّ فإذا حملت فوضعت حملَها جمعوا لها ودعوا لهمُ القافةَ ثمَّ ألحقوا ولدَها بالَّذي يرونَ فالتاطهُ ودُعيَ ابنَهُ لا يمتنعُ من ذلَك فلمَّا بعثَ اللَّهُ محمَّدًا صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ هدمَ نكاحَ أهلِ الجاهليَّةِ كلَّهُ إلَّا نكاحَ أهلِ

---

(۱) النساء:۲۴

الإسلامِ الیومَ(۱)

ترجمہ: ۱ نکاح کروان عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں، دو، دو، تین، تین، اور چار چار، لیکن اگر تمہیں خوف ہو کہ ان میں انصاف نہیں کرسکو گے تو ایک ہی نکاح کرو۔

۲۔ اور تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، اور شادی شدہ عورت، سوائے اس کے جو تمہاری ملکیت میں ہو، یہ اللہ کی کتاب ہے تم پر اور اس کے علاوہ تمہارے لئے جائز ہے، اس شرط پر کہ تم اپنی دولت کے ذریعہ نکاح کرو، باعفت رہ کر، نہ کہ بدکاری کرتے ہوئے۔ اور جس سے تم نے فائدہ اٹھایا اسے اس کی اجرت دو، یہ فرض ہے۔ اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو تم اس فرض کے بعد باہمی رضامندی سے طے کرلو۔ بے شک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نکاح عرب میں جاہلیت کے زمانے میں چار طریقوں سے ہوتا تھا: ایک یہ کہ مرد دوسرے مرد سے اس کی بیٹی سے شادی کے لیے بات کرتا، اور پھر مہر دے کر اس سے نکاح کرتا۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ مرد اپنی بیوی سے کہتا کہ جب وہ حیض سے پاک ہو جائے تو کسی مخصوص شخص سے حاملہ ہونے کے لیے رابطہ کرے۔ پھر شوہر اس سے علیحدہ ہو جاتا اور اسے کبھی نہیں چھوتا، یہاں تک کہ یہ واضح ہو جائے کہ کیا وہ اس شخص سے حاملہ ہوئی یا نہیں۔ اگر وہ حاملہ ہو جائے تو شوہر اسے اپنے پاس لے آتا۔ یہ نکاح استبضاع کہلاتا تھا۔ ایک اور طریقہ

---

(۱) (صحیح أبی داود:2272)

> یہ تھا کہ ایک گروہ، جو دس سے کم نہ ہو، ایک عورت کے پاس آتا اور سب اس سے تعلق قائم کرتے۔ جب وہ حاملہ ہو جاتی تو وہ اسے پکڑتے اور پھر کہتے کہ دیکھو، یہ تمہارا بچہ ہے۔ آخری طریقہ یہ تھا کہ بہت سے لوگ آتے اور وہ عورت ان میں سے کسی کو بھی روکتی نہیں، یہ بدکار عورتیں تھیں، اور وہ اپنے دروازوں پر جھنڈے لگاتی تھیں، تاکہ جو چاہے ان کے پاس آئے۔ جب وہ حاملہ ہوتیں تو سب لوگ اکٹھے ہوتے اور ان کا بچہ ان میں سے کسی ایک کی طرف منسوب کیا جاتا۔ پھر جب اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انہوں نے جاہلیت کے تمام نکاح کے طریقوں کو ختم کر دیا، سوائے اسلامی طریقوں کے جو آج بھی رائج ہے۔

یہ اقتباسات نکاح کے مختلف طریقوں اور ان کے احکام کی وضاحت کرتے ہیں۔ پہلی آیت میں متعدد شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جبکہ دوسری آیت میں شادی کے لیے محرمات اور اس کے حقوق کی وضاحت کی گئی ہے۔ تیسری روایت میں جاہلیت کے زمانے کے مختلف نکاح کے طریقوں کا ذکر ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کو ختم کر دیا۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

ہندو معاشرہ بھی جہاں قانونی طور پر ایک سے زیادہ شادی ممنوع ہے، ایک سے زیادہ شادی ہو رہی ہے۔ اس لئے تعدد ازدواج پر روک لگانے کے بجائے دونوں بیوی اور ان سے ہونے والے بچوں کے حقوق کے تحفظ کا قانون بنایا جانا چاہئے۔

ایک سے زائد بیویاں فسخ نکاح کا باعث نہیں

دفعہ نمبر: 25۔شق:3(ii)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: مسلمان شوہر بشرطِ استطاعت بیک وقت چار شادیاں کرسکتا ہے؛ لہٰذا ایک سے زیادہ بیویاں وجہ فسخ نہیں ہوسکتی ہیں۔

دلائل:

﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾(۱)

ترجمہ: پس نکاح کروان عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں، دو،دو، تین، تین، یا چار، چار۔

وضاحت:

Jaunsari tribe of uttarakhand practice polyandry۔

اتراکھنڈ حکومت نے ٹرائبل گروہوں کو مستثنیٰ قرار دے کر ایک عورت کے پاس ایک سے زیادہ شوہر ہو جیسا کہ اتراکھنڈ کے جونساری قبیلے میں چلن ہے کو گوارہ کیا ہے۔

تو اسی طرح مسلمانوں کے معاملے میں مرد اگر ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ عورت کا شوہر ہو، یہ بھی اسے گوارہ کرنا چاہیئے اور فسخ نکاح کی وجہ اسے قرار نہیں

(۱) [النساء:3]

دینا چاہئے۔

ٹرائبل کے استثناء کے باوجود یوسی سی ہوسکتا ہے تو پھر مسلمانوں کے استثناء کے ساتھ یوسی سی کیوں نہیں ہوسکتا۔؟

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

مختلف سماجی ضرورت کے تحت اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔ اور جن مذہبی گروہ کے درمیان تعدد ازدواج قانوناً ممنوع ہے وہاں بھی تعدد ازدواج موجود ہے، اس لئے اسے (تعدد ازواج) کو فسخ کی بنیاد بنانے کا نقصان یہ ہوگا کہ بچوں کے مفادات کو چوٹ پہونچے گی، خود اس عورت کا نقصان ہوگا اور کئی طرح کے مسائل پیدا ہوں گے۔ اس لئے اسے فسخ کی بنیاد نہیں بنایا جانا چاہیے۔

مزید دیکھیں دفعہ ۴، شق (ا)۔

فسخ وتفریق نکاح کے تفصیلی اسباب

دفعہ نمبر: 26۔ ذیلی دفعہ/شق: مکمل۔

تجزیہ: خلاف شرع۔

تفصیل: ۱۔طلاق کے لیے شریعت نے کوئی وجہ متعین نہیں کی ہے۔

۲۔شریعت میں نکاح کے فسخ یا تفریق کے اسباب مقرر ہیں۔جن کے تحت نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے،ان کے بجائے کسی اور وجہ سے فسخ نکاح نہیں کیا جاسکتا ہے۔

۳۔شرعا معتبر عدالت کے ذریعے ہی نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے۔

دلائل:

۱۔ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا(۱)

ترجمہ:اور اگر تمہیں ان دونوں (شوہر اور بیوی) کے درمیان شقاق کا خوف ہو تو ان کے خاندان سے ایک حَکَم مرد کے اہل خانہ کی طرف اور ایک حَکَم عورت کے اہل خانہ کی طرف سے بھیج دو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ ان کے درمیان صلح کرادے گا۔یقیناً اللہ بڑا جاننے والا، باخبر ہے۔

۲۔کتاب الفسخ والتفریق: مصنفہ حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی۔میں تفریق کی چودہ بنیادیں بیان کی گئی ہیں:

---

(۱) (النساء:۳۵)

تفریق کی بنیادیں:

۱۔شوہر کا مفقود الخبر ہونا۔

۲۔شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا۔

۳۔شوہر کا ادائیگی نفقہ سے عاجز ہونا۔

۴۔شوہر کا استطاعت کے باوجود نفقہ نہیں دینا۔

۵۔شوہر کا حقوق زوجیت نہیں ادا کرنا۔

۶۔شوہر کا مجبوب ہونا۔

۷۔شوہر کا عنین ہونا۔

۸۔شوہر کا مجنون ہونا۔

۹۔شوہر کا مبروص ومجزوم یا ایسے مرض میں مبتلا ہونا جس کے باعث بغیر ضرر ساتھ رہنا ناممکن ہو۔

۱۰۔نکاح کا غیر کفو میں ہونا یا غبن فاحش کے ساتھ ہونا۔

۱۱۔نابالغ کا خیار بلوغ کے حق کو اختیار کرنا۔

۱۲۔عورت کا حرمت مصاہرت سے دوچار ہونا۔

۱۳۔شوہر کا تکلیف دہ مار پیٹ کرنا۔

۱۴۔زن وشو میں شقاق کا ہونا۔

مزید کے لئے الحیلۃ الناجزہ: مصنفہ: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ دیکھیں!

علیحدگی کے لئے کسی مدت کی ضرورت نہیں

دفعہ نمبر: 27۔شق:1

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: علیحدگی کے لیے ایک سال یا اس سے کم یا زیادہ عرصے سے الگ رہنا ضروری نہیں ہے۔

دلائل:

ثلاثٌ جِدُّهنَ جِدٌّ وَهزلُهنَ جِدٌّ النِّكاحُ، والطَّلاقُ، والرَّجعةُ۔(۱)

ترجمہ: تین چیزیں ہیں جن کا سنجیدہ ہونا بھی سنجیدگی ہے اور ان کا مذاق میں لینا بھی سنجیدگی ہے: نکاح، طلاق، اور رجعت۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

زوجین کا بغرض فسخ نکاح عدالت سے رجوع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ زوجین کے مابین تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ اور صلح ومصالحت کی تدبیریں کارگر نہ ہونے کی وجہ سے عدالت سے رجوع کیا گیا ہے۔ ایسے میں مناسب یہ ہے کہ معاملہ کی تحقیقات کے بعد عدالت کی طرف سے فسخ نکاح کا فرمان جاری کیا جائے۔ بہ صورت دیگر یعنی: دو سال یا اس سے کم وبیش کے عرصے تک اس مسئلہ کو زیر التوا رکھنے میں کئی طرح کے خدشات کے اندیشے ہیں۔ کسی شخص کا عدالت میں رشتۂ نکاح کو ختم کرنے کے ارادے سے آنا خود یہ ثابت کرتا ہے کہ زوجین شقاق کے شکار ہیں۔

ایک سال یا اس سے زیادہ کی علیحدہ رہائش کی شرط غیر ضروری ہے۔ ساتھ رہنے کے باوجود اگر شقاق پایا جاتا ہو تو پھر عرضی قابلِ سماعت ہونا چاہئے۔

---

(۱) أبوداود(2194)

طلاق کے لیے عدالت کی ضرورت نہیں

دفعہ نمبر: 27۔شق:2۔

تجزیہ: خلاف شرع۔

تفصیل: فریقین کے طلاق پر راضی ہونے کے بعد نہ تو عدالت کی ضرورت ہے اور نہ عدالت کی طرف سے اس میں مزید وقت لینا درست ہے۔

دلائل:

۱۔ ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ۔ (۱)

﴿وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ﴾(۲)

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے مطابق طلاق دو۔

اور اگر تم انہیں اس سے پہلے طلاق دو، کہ تم ان کے ساتھ تعلق قائم کرو۔

۲۔ ثلاثٌ جِدُّهنَ جِدٌّ وَهزلُهنَ جِدٌّ النِّكاحُ، والطَّلاقُ، والرَّجعةُ۔ (۳)۔

تین چیزیں ہیں جن کا سنجیدہ ہونا بھی سنجیدگی ہے اور ان کا مذاق میں لینا بھی سنجیدگی ہے: نکاح، طلاق، اور رجعت۔

---

(۱) [الطلاق:1]

(۲) [سورۃ البقرۃ:237]

(۳) أبوداود(2194)

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ عورت کی شادی کا مشکل تر ہوتا جانا ایک سماجی حقیقت ہے۔ اس لئے عورت کے مفاد میں یہ ہے کہ طلاق کے پروسیجر کو آسان بنایا جائے۔ اگر باہمی طور پر دونوں علیحدہ ہونا چاہ رہے ہوں تو بیرون عدالت علیحدگی کا آپشن ہونا چاہئے۔ کیونکہ عدالتی پروسیجر کے نتیجے میں سال دو سال مزید تاخیر ہو سکتی ہے۔ اور یہ تاخیر اس عورت کی دوسری شادی کو یا مزید مشکل بنا دے گی یا کہیں کہیں ناممکن بنا دے گی۔

ظالم ظالم پر مسلط کر دیا جاتا ہے

وَكَذَلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ (سورۃ الانعام:۱۲۹)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم کچھ ظالموں کو دوسروں پر مسلط کر دیتے ہیں، اُن کے اعمال کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”في الدنيا، ويتبع بعضهم بعضا في النار.“ (مصنف عبدالرزاق:۸۵۵)

یعنی: ”دنیا میں (اللہ) ایک ظالم کو دوسرے ظالم پر مسلط کر دیتا ہے، اور آخرت میں وہ سب آگ میں ایک دوسرے کے پیچھے ہوں گے۔“

نکاح کے بعد کبھی بھی علیحدگی ہوسکتی ہے
وقت کی تحدید ضروری نہیں

دفعہ نمبر: 28۔

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: ا۔نکاح کے بعد علیحدگی کسی وقت بھی ہوسکتی ہے اسکے لئے شرعا وقت کی تحدید نہیں ہے۔

۲۔فسخ کے اسباب متعین ہیں جنہیں دفعہ ۲۶ کے دلائل کے تحت ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دلائل: (حوالہ سابق)

وضاحت:

ان آیات میں طلاق دینے کا حکم مطلق بیان کیا گیا ہے، اسے کسی مدت کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا ہے، لہذا یہ اطلاق کے تحت جاری ہوگا۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

جب عورت یا مرد نے ساتھ نہ رہنے کا فیصلہ کرلیا ہو، خواہ یہ فیصلہ کچھ وقت گزرے بغیر ہی ہوا ہوتو پھر اسے ایک سال تک ملتوی کئے رکھنا بے فائدہ ہے۔ بلکہ ایسا فیصلہ کرلینے کے باوجود ایک سال کا وقت گزارنے پر مجبور کرنا اسی لئے مناسب نہیں ہے کہ اس دوران بچے کی پیدائش اگر ہوجائے تو بچہ کے لئے مشکلیں کھڑی ہوگی۔

○○○

مسلم پرسنل لاء کے خلاف قانون سازی نہیں کی جاسکتی

دفعہ نمبر: 29۔

تجزیہ: خلاف شرع۔

تفصیل: مسلم پرسنل لا سے کسی بھی حال میں قطع نظر نہیں کیا جا سکتا۔ نہ ہی اس کے خلاف قانون سازی کی جاسکتی ہے۔

دستور ہند میں کسٹم قانون ہے اور یہاں کسٹم سے سراسر صرف نظر کیا جارہا ہے۔

دلائل:

۱۔ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ﴾ (۱)

ترجمہ: اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں۔

۲۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (۲)

نہیں، (اے پیغمبر!) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو فیصلہ کرو اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کے آگے مکمل طور پر

(۱) [یونس:64]

(۲) (النساء۔65)

سر تسلیم خم کردیں!

دفعہ نمبر: 30۔شق: 1۔

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں

تفصیل: نکاح کے لئے جو شرائط طے کی گئی ہیں ان کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہیں ہے۔

اسلام میں یہ شرائط ہیں:

۱۔مرد ایک وقت میں چار سے زیادہ نکاح میں نہیں رہ سکتا۔

۲۔اسلامی اصولوں کے مطابق علیحدگی کے بعد مرد کو دوسرا نکاح کرنے کے لئے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔اسلامی اصولوں کے مطابق علیحدگی کے بعد عورتیں عدت گزارنے کے بعد ہی نکاح کرسکتی ہیں البتہ خلوت صیحہ نہ ہونے کی صورت میں بلا عدت نکاح کرسکتی ہیں۔

دلائل:

ا۔ ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾(۱)

ترجمہ: اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین مرتبہ حیض آنے تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں!

وضاحت:

عورت طلاق یا فسخ نکاح کے بعد عدت گزارے بغیر دوسرے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی بشرطیکہ خلوت یا وطی کے بعد طلاق یا فسخ نکاح ہوا ہو۔

○○○

(۱) [سورۃ البقرۃ:228]

طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے احکام

دفعہ نمبر: 30۔شق:2۔

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: ۱۔طلاق رجعی میں مرد عدت کے دوران دوبارہ نکاح کئے بغیر اپنے فیصلے سے رجوع کرسکتا ہے۔

۲۔طلاق بائن میں زوجین اگر دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہوں تو عدت کے اندر یا عدت کے بعد باہمی رضامندی سے نئے مہر کے ساتھ نکاح کرسکتے ہیں (فسخ نکاح بھی طلاق بائن کے حکم میں ہے۔)

۳۔طلاق مغلظہ کی صورت میں زوجین (سابق شوہر اور بیوی) دوبارہ نکاح نہیں کرسکتے ہیں الا یہ کہ عورت کسی اور شخص سے شادی کرلے اور:

ا۔شوہر ثانی کی وفات ہوجائے یا

ب۔اسلامی اصولوں کے مطابق شوہر ثانی سے علیحدگی (طلاق، خلع یا فسخ) ہوجائے۔

دلائل:۔طلاق رجعی کی دلیل:

۱۔ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ

اللّٰهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ (۱)

ترجمہ: اور طلاق (رجعی) دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو قاعدے کے مطابق بیوی کو روکے رکھے۔ یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دے۔ اور تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم نے ان کو جو کچھ دیا ہو وہ ان سے واپس لو، الا یہ کہ دونوں کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔

۲۔ ﴿ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ ﴾ (۲)

ترجمہ: پس اگر اس نے (تیسری بار) طلاق دے دی تو وہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے۔

وضاحت:

شوہر کی طرف سے مغلظہ طلاق دینے کی صورت میں شوہر مذکور اسی عورت سے دوبارہ شادی نہیں کرسکتا۔ مگر یہ کہ وہ عورت اپنی پسند سے کسی دوسری جگہ شادی کر لے اور وہاں نباہ نہ ہو سکے اور وہ شوہر سے بذریعہ طلاق یا خلع اور فسخ علیحدگی حاصل کر لے۔ یا یہ کہ اس دوسرے شوہر کا انتقال ہو جائے۔ تو اس صورت میں اس عورت کے لئے گنجائش ہے کہ عدت پوری کر کے پہلے طلاق دینے والے شوہر سے باہمی رضامندی سے نکاح کر لے۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

نکاح کا رشتہ انسانی سماج میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اس کے نتیجے میں

(۱) [سورۃ البقرۃ:230]

(۲) البقرۃ

سماج کا بنیادی ادارہ (Primary institution) (یعنی فیملی) وجود میں آتا ہے۔ اس لئے ایسا قانون بنانا ضروری ہے جو اس رشتہ کو بالکل ہی کھیل نہ بنا دیں۔ چنانچہ مرد اور عورت نے اسے مذاق بنا ڈالا اور طلاق کے آپشن کا غلط استعمال کیا تو ایسی شکل میں مرد اور عورت دونوں سے حق چھین لیا جانا چاہئے کہ وہ دونوں ایک بار پھر میاں بیوی بن جائیں۔

البتہ دونوں آزادانہ طور پر اپنی اپنی زندگی بسائیں۔ ہاں اگر عورت نے کہیں اور شادی کر لی، وہ رشتہ بھی باقی نہیں رہ سکا تو اس دوران چونکہ مرد اور عورت دونوں کو زندگی کا نیا تجربہ ایڈجسٹمنٹ سکھا دیتا ہے۔ کیونکہ مرد کو بچوں کے نفقہ کی ذمہ داری اٹھانی پڑتی ہے اور دوسرے شوہر سے جدائی کے بعد عورت کے توقعات فطری حدود میں داخل ہو جاتے ہیں، اس لئے دونوں سے بہتری کی امید ہوتی ہے۔ اب انہیں ایک ہونے کی اجازت ہو جانی چاہئے۔ اگر ایسی کوئی حد بندی نہ ہوئی تو نکاح اور طلاق دونوں کھیل بن کر رہ جائے گا۔

نکاح کو باطل قرار دینے کی بعض غیر شرعی بنیادیں

دفعہ نمبر: 31۔
تجزیہ: خلاف شرع
تفصیل: یہاں جس بنیاد پر نکاح صحیح کو کالعدم قرار دیا گیا ہے (دیکھیں سیکشن ۴)۔

وہ بنیاد خلاف شرع ہے البتہ نکاح صحیح کی صورت میں پیدا شدہ بچہ ثابت النسب ہے۔

نوٹ: قانون میں نکاح کو کالعدم قرار دینے کیلئے درج ذیل بنیادیں طے کی گئی ہیں:

(الف): ایک بیوی کی موجودگی میں اگر دوسری عورت سے نکاح ہو جائے۔

(ب): مرد و عورت میں سے کوئی ایک نکاح کے وقت جنون یا کسی ایسے ذہنی مرض میں مبتلا ہو کہ وہ اپنی رضامندی کا اظہار نہ کر سکے۔

(ج): قانون کے اعتبار سے محرم ہو (اس مسودہ کی فہرست محارم میں چچازاد اور پھوپھی زاد بہن بھی شامل ہے)۔

دلائل:

الف: فَٱنكِحُوا۟ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ فَوَٰحِدَةً (۱)

ترجمہ: پس تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں،

(۱) النساء: 3

دو، دو، یا تین، تین، یا چار، چار؛ لیکن اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی کافی ہے۔

ب: عن عليّ بن أبي طالب رَضِيَ اللهُ عنه: أنَّ النبيَّ ﷺ قال: رُفِع القَلمُ عن ثلاثةٍ: عن النَّائم حتَّى يستيقظَ، وعن الصَّبي حتَّى يحتلِمَ، وعن المجنونِ حتَّى يَعقِلَ (۱)

ترجمہ: حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے لوگوں کے گناہ نہیں لکھے جاتے: ۱۔ سوتا ہوا شخص یہاں تک کہ بیدار ہو جائے۔ ۲۔ بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔

۳۔ پاگل شخص یہاں تک کہ جنون سے افاقہ ہو جائے اور اس کے اندر عقل آجائے۔

ج: حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُمۡ وَعَمَّٰتُكُمۡ وَخَٰلَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُ ٱلۡأَخِ وَبَنَاتُ ٱلۡأُخۡتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرۡضَعۡنَكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِي دَخَلۡتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمۡ تَكُونُواْ دَخَلۡتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَٰٓئِلُ أَبۡنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنۡ أَصۡلَٰبِكُمۡ وَأَن تَجۡمَعُواْ بَيۡنَ ٱلۡأُخۡتَيۡنِ إِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا (۲)

---

(۱) (أخرجه الترمذي (1423)۔

(۲) (النساء: ۲۳)

تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہارے بھائی کی بیٹیاں، اور تمہاری بہن کی بیٹیاں حرام ہیں؛ اور تمہاری وہ مائیں جو تمہیں دودھ پلائیں، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری بیویوں کی مائیں حرام ہیں، اور وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان عورتوں سے جن کے ساتھ تم نے نکاح کیا ہے، لیکن اگر تم نے ان کے ساتھ دخول نہیں کیا تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں؛ اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری جانی نسل سے ہیں، اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع نہ کرو، سوا اس کے جو پہلے ہو چکا۔ بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

تعلیقات:

نکاح باطل:

۱: زوجین میں سے کوئی ایک شادی شدہ ہو۔

۲۔ عاقل نہ ہو یعنی جنون کا دورہ پڑتا ہو۔

۳۔ ممنوعہ محرمات میں سے ہو (الا یہ کہ زوجین میں سے کسی ایک کا رسم و رواج اس کی اجازت دیتا ہو)۔

۴۔ شادی نافذ شدہ کسی بھی قانون کے ذریعے ممنوع ہو۔

نکاح فاسد: ۱۔ اختیاری انکار یا نامردی کی بنا پر خلوت۔

کسی بھی عمر میں نکاح پر سزا درست نہیں

دفعہ: 32-شق:1-(i)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: نکاح کے لیے کوئی عمر شرعاً مقرر نہیں ہے، لہٰذا نکاح کسی عمر میں کیا جائے صحیح ہے اس پر کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ قانون میں موجود محرمات کی فہرست اسلام میں مذکور محرمات کی فہرست سے مختلف ہے۔

دلائل:

١ - عن عائشة أنَّ النبيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تزَوَّجها وهي بنتُ سِتِّ سِنِينَ (١)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا جب وہ چھ سال کی تھیں۔ (بخاری (۵۱۳۴))

۲۔ ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ (۲)

ترجمہ: اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا۔

۳۔ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (۳)

ترجمہ: اور اگر تمہیں یتیموں کے بارے میں انصاف نہ

---

(۱) (البخاری (٥١٣٤))

(۲) سورة الطلاق:4]

(۳)[النساء:3]

کرنے کا خوف ہو تو تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں، دو، دو، یا تین، تین، یا چار، چار۔

۴۔ **قالت أم المؤمنين عائشة رضي الله عنها في تفسير هذه الآية عندما سألها عنها ابن أختها عروة بن الزبير: يا ابن أختي هي اليتيمة تكون في حجر وليها، تشاركه في ماله، فيعجبه مالها وجمالها، فيريد أن يتزوجها بغير أن يقسط في صداقها، فيعطيها مثل ما يعطيها غيره، فنهوا أن ينكحوهنَّ إلا أن يقسطوا لهنَّ، ويبلغوا بهنَّ أعلى سنتهنَّ في الصداق۔ متفق عليه۔ فقولها رضي الله عنها: فيريد أن يتزوجها۔ فنهوا أن ينكحوهن إلا أن يقسطوا يدل على مشروعية زواج الصغيرة التي لم تبلغ، إذ لا يتم بعد البلوغ، وإنما اليتم ما كان قبل البلوغ۔**

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا جب ان سے ان کے بھانجے عروہ بن زبیر نے سوال کیا: اے بھانجے! یہ یتیمہ وہ ہوتی ہے جو اپنے ولی کی سرپرستی میں ہو، اور اس کا مال اور خوبصورتی ولی کو پسند آجائے، اور وہ چاہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ وہ اسے انصاف کے ساتھ مہر دے، اور اس کو اتنا ہی دے جتنا دوسرا دے سکتا ہے، تو انہیں نکاح سے منع کیا گیا جب تک کہ وہ انہیں انصاف نہ دیں اور اس کا مہر اس قوم کی عورتوں کے مطابق نہ دے، متفق علیہ ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا کہ وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ تو

انہیں نکاح سے منع کیا گیا جب تک کہ وہ انصاف نہ کریں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نابالغ لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے؛ کیونکہ یتیمی کا مفہوم وہی ہے جو بلوغ سے پہلے ہو۔

۵۔ عن سُلَيمانَ بنِ يَسارٍ: (أنَّ ابنَ عُمَرَ زوَّجَ ابنًا له ابنةَ أخيه، وابنُه صغيرٌ يومَئذٍ)(۱)

ترجمہ: حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نکاح اپنی بھانجی سے کرایا، حالانکہ ان کا بیٹا اس وقت چھوٹا تھا۔

وضاحت:

﴿وَالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ میں ان بچیوں کی عدت طلاق بیان کی گئی ہے جنہیں ماہواری آنا شروع نہیں ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بچیوں کا نکاح شرعاً معتبر ہے۔

(۱) أخرجه البيهقي (14190)

طلاق یا فسخ نکاح پر شرعاً کوئی سزا نہیں

دفعہ نمبر: 32۔شق:1۔(ii) تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: نکاح تحلیل کرنے یعنی طلاق یا فسخ پر شرعاً کوئی سزا عائد نہیں ہوتی ہے۔

دلائل:

۱۔﴿لَّا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ إِن طَلَّقۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ﴾ (۱)

ترجمہ: اگر تم عورتوں کو طلاق دیتے ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲۔أبغَضُ الحلالِ إلی اللہِ الطّلاق۔(۲)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

وضاحت:

اس حدیث میں طلاق کی انتہائی ناپسندیدگی کو تو بیان کیا گیا ہے، لیکن اس کی کوئی سزا بیان نہیں کی گئی ہے۔ اور مذکورہ آیت میں طلاق دینے پر لا جناح علیکم کا حکم لگایا گیا ہے۔

(۱) [سورۃ البقرۃ:236

(۲) أبوداود (۲۱۷۸)، وابن ماجہ (۲۰۱۸)۔

طلاق مغلظہ کی بابت سمجھانے والوں کے لیے سزا غیر شرعی

دفعہ نمبر: 32۔شق:1۔۔۔(iii)

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: طلاق مغلظہ کی صورت میں زوجین (سابق شوہر اور بیوی) دوبارہ نکاح نہیں کر سکتے ہیں الا یہ کہ عورت کسی اور شخص سے شادی کر لے اور:

الف۔شوہر ثانی کی وفات ہو جائے یا

ب۔ اسلامی اصولوں کے مطابق شوہر ثانی سے علیحدگی (طلاق، خلع یا فسخ) ہو جائے۔

نوٹ: قانون کی شق سے پتہ چلتا ہے کہ اوپر کی لکھی ہوئی بات کو سمجھانے والے کو سزا ہوگی جو کہ شرعاً غلط ہے۔

دلائل:

۱۔ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُۥ مِنۢ بَعۡدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُۥ ۗ۔ (۱)

ترجمہ: پس اگر وہ (مرد) اسے طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ (عورت) کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے۔

---

(۱) (البقرۃ:230)

۲۔ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ (۱)

ترجمہ: اور تم ان عورتوں کو منع نہ کرو کہ وہ اپنے شوہر سے نکاح کریں جب کہ وہ آپس میں اچھی طرح رضا مند ہوں۔

وضاحت:

پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت باہمی رضا مندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ کسی دوسرے شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے۔ جب کہ دوسری آیت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اہل تعلق کو حکم ہے کہ غیر شادی شدہ مرد اور عورت کی شادی کرا دیں!

(۱) سورۃ البقرۃ:232

باب سوم

(نان ونفقہ اور وصیت ووراثت)

- وراثت ووصیت کے سلسلے میں درست شرعی احکام
- بل کی غلطیوں کے سماج پر مرتب ہونے والے منفی اثرات
- نان ونفقہ کے سلسلے میں بل کی غلطیاں
- نان ونفقہ کے سلسلے میں درست شرعی احکام
- وراثت ووصیت کے سلسلے میں بل کی غلطیاں
- تجزیہ
- تفصیل
- وضاحت
- دلائل
- تعلیقات

شریعت نے بیوی پر کسی طرح کی مالی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے

دفعہ نمبر: 33-باب:5-

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: ۱-اسلام نے بیوی پر شوہر بچے گھر وغیرہ کے حوالے سے کسی قسم کی مالی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے۔

۲۔ بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، اس کے علاوہ زوجین میں سے کسی پر دوسرے کے کسی قسم کے اخراجات کی ذمے داری شرعاً نہیں ہے۔

دلائل:

۱۔ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ (۱)۔
اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ۔ (۲)

ترجمہ: ''اوران (عورتوں) کا تم پر حق ہے کہ ان کی روزی اور لباس مناسب طریقے سے فراہم کرو۔'' اور انہیں اسی جگہ سکونت دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو ایذاء نہ دو تا کہ تم ان پر تنگی کرو۔

۲۔ ﴿ وَلَا تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَتُدْلُواْ بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُواْ فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾(۳)

(۱) رواہ مسلم وأبوداؤد والترمذی

(۲) سورۃ الطلاق: آیۃ۔۶

(۳) سورۃ البقرہ: آیۃ۔۱۸۸

ترجمہ: اور اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ،
اور نہ ہی انھیں حاکموں (عدالتوں) کے حوالے کرو تاکہ تم گناہ
کے ساتھ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر کھا جاؤ حالانکہ تم
جانتے ہو (کہ یہ غلط ہے)۔

وضاحت:

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر ناجائز طریقے سے مال جمع کرنے اور حکومت کے اہل کاروں تک معاملہ پہنچا کر ایک دوسرے سے مال وصول کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ لہذا بیوی کے واجب نفقہ کے علاوہ مزید کوئی خرچ شوہر یا بیوی پر لازم قرار دینا ناجائز طریقے سے مال وصول کرنے کے تحت آئے گا۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

ایک ہی مقدمہ کے ایک فریق کے اخراجات دوسرے فریق کے سر ڈال دینا ایک فریق کے ہاتھ میں دوسرے فریق کے مالی استحصال کا قانونی آلہ تھما دینے جیسا ہے۔ اس سے ایک کی حوصلہ افزائی ہوگی اور دوسرے کی مصیبت میں اضافہ کا سبب ہوگا۔ اس لئے یہ قانون جہیز کے قانون سے بھی زیادہ برا نتیجہ ظاہر کر سکتا ہے۔ البتہ کم سے کم خرچ پر گھریلو مسائل کا قانونی حل چھ ماہ کے اندر اندر نکل جایا کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ سوفی صد فری، یا نہایت کم خرچیلا عدالتی نظام لایا جائے یا مختلف قوموں میں مختلف ناموں سے موجود فیملی کاؤنسلنگ مراکز کے فیصلے کو قانونی حیثیت دے کر ان کے نفاذ کی راہ نکالی جائے۔

ذہن میں رہنا چاہیے کہ بیرون عدالت ہو رہی کوششیں متوازی عدالت نہیں ہیں بلکہ معاونِ عدالت ہیں۔ یوں بھی متوازی عدالتیں مسئلہ نہیں ہوتیں بلکہ متوازن قوت نافذہ مسئلہ ہوتی ہے۔

نان ونفقہ اور سکنی کے علاوہ شوہر پر کوئی اور خرچہ واجب نہیں

دفعہ نمبر: 34۔شق:(1)

تجزیہ: 32

تفصیل: ا۔اسلام نے بیوی پر شوہر بچے گھر وغیرہ کے حوالے سے کسی قسم کی مالی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے۔

۲۔شادی کی بنیاد پر صرف بیوی کا نفقہ شوہر پر اس وقت تک واجب ہے جب تک وہ نکاح میں ہو، یا طلاق کی عدت گزار رہی ہو۔اس کے علاوہ زوجین میں سے کسی پر دوسرے کا کوئی بھی نفقہ واجب نہیں۔

۳۔اگر زوجین میں کوئی مفلوک الحال ہوتو ان کے ممکنہ ورثاء ان کے مقدمات کا خرچہ برداشت کریں گے۔

۴۔اگر کوئی صورت نہ ہوتو حکومت کی جانب سے جس طرح کرمنل لاء میں سرکاری وکلاء فراہم کرائے جاتے ہیں اسی طرح ان کیسیز کے لئے بھی وکلاء فراہم کرائے جائیں۔

دلائل:

ا۔ وَلِلْمُطَلَّقَٰتِ مَتَٰعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى ٱلْمُتَّقِينَ (۱)

ترجمہ: اور مطلقہ عورتوں کے لیے مناسب طریقے سے

(۱) سورۃ البقرہ: آیۃ۔۲۴۱

سامان دینا ہے، یہ متقین پر حق ہے۔

۲۔ وَمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ (۱)

ترجمہ: اور ان (عورتوں) کو ان کی حیثیت کے مطابق سامان دو، تو جو شخص وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت کے مطابق دے، اور جو شخص تنگ دست ہے وہ اپنی تنگ دستی کے مطابق دے، یہ (دینا) مناسب طریقے سے (ہو) اور یہ محسنوں پر حق ہے۔

۳۔ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ (۲)

ترجمہ: اور اگر وہ حمل والی ہوں تو ان پر خرچ کرو، یہاں تک کہ وہ اپنا حمل جنے۔

ادخلوها بسلام آمنين

(۱) سورۃ البقرہ: آیۃ۔۲۳۶

(۲) سورۃ الطلاق: آیۃ۔۶

وراثت کا قانون اسلامی اصول وراثت سے متصادم

دفعہ: 49 تا 60۔حصہ:2، باب:(1)

تجزیہ: ۴۹ تا ۵۹ خلاف شرع ہے ۵۶ صرف عصبہ کے حوالے سے شریعت کے مطابق ہے۔دفعہ ۶۰ شریعت کے مطابق ہے۔

تفصیل: مذکورہ تمام دفعات جن اصولوں پر مبنی ہیں وہ اسلامی اصول وراثت سے مختلف ہیں:

۱۔مذکورہ دفعات میں وراثت اور وصیت کے درمیان بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں، بلکہ اصل وصیت ہے،اور وصیت نہ ہوتو بلا وصیت جانشینی یعنی وراثت ملتی ہے۔ جبکہ شرعاً وراثت اصل ہے،جس کے ضوابط من جانب اللہ قرآن وحدیث میں طے شدہ ہیں،اور وصیت بندے کے اختیار کی چیز ہے۔اگر وہ چاہے تو ایک تہائی مال سے وارث کے علاوہ کے حق میں وصیت کرسکتا ہے۔

۲۔مذکورہ دفعات میں ورثہ کو دو کلاسوں میں منقسم کیا گیا ہے،جن میں خاص طور پر بیٹے کی بیوہ اور پوتے کو بھی کلاس ون میں شامل کیا گیا ہے۔جبکہ شرعاً ورثہ اصحاب الفروض، عصبہ،اور ذوی الارحام میں منقسم ہیں۔جن میں سے ہر ایک کا مخصوص درجہ اور حکم ہے۔

واضح رہے کہ بعض ذوی الفروض،بعض عصبات اور بعض ذوی الارحام کو کلاس ون میں رکھا گیا ہے۔

۳۔مذکورہ دفعات میں تمام ورثہ کا حق ترکہ میں برابر ہے،جبکہ شرعاً ہر وارث کا حق اور حصہ الگ الگ مقرر ہے۔

۴۔مذکورہ دفعات میں کلاس ون کے تمام ورثہ بیک وقت میراث کے حقدار

ہیں، جبکہ شرعاً اقرب کی موجودگی میں ابعد اور ذو جہتیں کی موجودگی میں ایک جہت کا وارث محروم ہوتا ہے۔

۵۔ مذکورہ دفعات میں مطلق قتل کو میراث سے مانع مانا گیا ہے، جبکہ شرعاً قتل کی مختلف صورتیں میراث سے مانع ہیں اور اختلافِ دین بھی میراث سے مانع ہے۔ نیز جب دو ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات منقطع ہوں اور وارث ایک ملک میں جبکہ مورث دوسرے ملک میں رہتا ہو تو یہ بھی میراث سے مانع ہے۔

۶۔ مذکورہ دفعات میں وارث کے لئے جگہ جگہ وصیت کی بات آئی ہے۔ جبکہ شرعاً وارث کے لئے وصیت نہیں کی جاسکتی ہے الا یہ کہ تمام ورثہ بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے وصیت کی جائے۔

دلائل:

۱۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِيْبَھُمْ ۭاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝(۱)

ترجمہ: اور ہر ایک کے لیے ہم نے ان کے والدین اور رشتے داروں کے چھوڑے ہوئے مال میں سے وارث مقرر کیے ہیں اور جن کے ساتھ تمہارے عہد و پیمان ہیں، ان کو بھی ان کا حق دو۔ بے شک اللہ ہر چیز کا گواہ ہے۔

۲۔ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَھَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ

(۱) سورۃ النساء: ۳۳

لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (۱)

ترجمہ: اللہ تمہیں تمہارے بچوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے: کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے۔ اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو ان کا دو تہائی حصہ ہے، اور اگر ایک ہو تو اس کا آدھا ہے۔ اور اگر والدین میں سے کسی کے لیے بھی اولاد ہو تو ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین ہی وارث ہوں تو اس کی ماں کے لیے ایک تہائی ہے، اور اگر اس کے بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے، اس کے بعد جو وصیت کی جائے یا جو قرضہ ہو، اس کے بعد۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمہارے لیے نفع کے زیادہ قریب ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک فرض ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

۳۔ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

(۱) سورۃ النسا: ۱۲

وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ﴿ (۱)

ترجمہ: اور تمہیں تمہاری بیویوں کا نصف ملے گا اگر ان کے کوئی اولاد نہ ہو اور اگر ان کے بچے ہوں تو تمہیں جو انہوں نے چھوڑا ہے اس کا چوتھائی ملے گا، ان کی وصیت کے بعد یا قرض کے بعد۔ اور انہیں تمہارے چھوڑے ہوئے کا چوتھائی ملے گا اگر تمہارے کوئی اولاد نہ ہو اور اگر تمہارے بچے ہوں تو ان کو آٹھواں حصہ ملے گا جو تم چھوڑو گے، اس کی وصیت کے بعد یا قرض کے بعد۔ اور اگر کسی شخص کی وراثت کے بارے میں کوئی کلالہ ہے، یا کوئی عورت ہے اور اس کے لیے ایک بھائی یا ایک بہن ہے، تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو ان کا اس میں ایک تہائی حصہ ہوگا، اس کی وصیت کے بعد یا قرض کے بعد، بغیر کسی نقصان کے۔ یہ اللہ کی طرف سے وصیت ہے، اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور تحمل والا ہے۔

۴۔ يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً

(۱) سورۃ النسا: ۱۲

رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝(۱)۔

ترجمہ: وہ تم سے فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ کہو، اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے: اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے پاس کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو، تو اس کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے کا نصف ہے اور وہ بہن کا وارث ہوگا، بشرطیکہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو۔ اور اگر دو بہنیں ہوں تو انہیں دو تہائی ملے گا جو چھوڑا ہے۔ اور اگر بھائی بہن ہوں، مرد اور عورت، تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا۔ اللہ تمہیں بتا رہا ہے کہ تم گمراہی میں نہ پڑ جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۵۔ إنَّ اللهَ قد أعطى كلَّ ذي حقٍّ حقَّهُ، فلا وصيَّةَ لوارثٍ۔ (۲)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا کر دیا ہے، پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں ہے۔

۶۔ وألْحِقُوا الفَرائِضَ بأَهْلِها، فَما بَقِيَ فَلِأَوْلى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔ (۳)

ترجمہ: فرائض کو ان کے اہل کے ساتھ ملحق کرو، اور جو باقی رہے، وہ پہلے مرد کے لیے ہے۔

۷۔ وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تجوز وصية لوارث إلا أن يشاء الورثةحسنة (الحافظ في التلخيص، وأخرج نحوه

---

(۱) سورۃ النساء:۱۷۶

(۲) ابوداؤد:2870

(۳) بخاری:6737

البخاري عن ابن عباس موقوفاً)۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وارث کے لیے وصیت جائز نہیں، سوائے اس کے کہ ورثاء چاہیں۔"

۸۔ حديث أبي أمامه قال: سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول: إن الله قد أعطى كل ذي حق حقه، فلا وصية لوارث (۱)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں ہے۔

وضاحت:

آیت نمبر: ۳۳ میں ترکہ کے مستحق ورثہ کو خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ آیت نمبر: ۱۱، ۱۲ اور ۱۷۶ میں ورثہ کی ترتیب اور ان کے حصے بتائے گئے ہیں، ساتھ ہی ضمناً وصیت پورا کرنے کی ہدایت بھی دی گئی ہے۔ لہذا وصیت کو پہلے درجے میں رکھنا اور وراثت کو ثانوی درجے میں رکھنا صحیح نہیں ہوگا۔

جب کہ مذکورہ پہلی حدیث میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نے ہر حق دار وارث کے لئے اس کا حق خود مقرر فرما دیا ہے۔ اس لئے اسی وارث کے حق میں اب مورث کی طرف سے ہوئی وصیت معتبر نہیں ہوگی۔ اور دوسری حدیث میں یہ کہا گیا ہے کہ قرآن وحدیث میں جو حصے مقرر ہیں وہ ان کے مستحقین کو دینے کے بعد باقی ترکہ اس عصبہ کو ملے گا جو میت سے زیادہ قریب ہو۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

اسلامی قانون میں وراثت الگ چیز ہے اور وصیت الگ چیز، جبکہ یو سی سی میں

(۱) رواہ الترمذی

وراثت اور وصیت دونوں ایک ہی چیز ہے۔ البتہ وراثت کی دو قسمیں ہیں ایک وصیتی وراثت اور ایک غیر وصیتی وراثت۔

غیر وصیتی وراثت کے حقدار طے ہیں جبکہ وصیتی وراثت کے تحت صاحب مال کو اختیار ہے کہ جسے چاہے دے اور جسے چاہے محروم کر دے۔

اس کے برخلاف اسلامی قانونِ وصیت کے مطابق صاحب مال کو اختیار ہی نہیں ہوتا ہے کہ اپنے بچوں کو اور اپنی بیوی یا اپنے شوہر کو اس کے حق سے محروم کر سکے یا متعینہ حق سے زیادہ دے سکے۔ کیونکہ اپنے جائداد کے تیسرے حصے سے زیادہ کی کسی کے لئے وصیت نہیں کر سکتا اور متعینہ وارث کے لئے کسی طرح کی وصیت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ بچوں کے مفادات اسلامی قانونِ وصیت و وراثت میں محفوظ ہوتے ہیں مگر مجوزہ یو سی سی میں غیر محفوظ ہو کر رہ جائیں گے۔

اسلامی قانون میں بیوی کو بحیثیت بیوی اور شوہر کو بحیثیت شوہر وراثت ملتی ہے، اس کے برخلاف یو سی سی انہیں دیگر حقدار کے مساوی مان کر حصہ لگایا جاتا ہے۔ جیسے ایک شخص وفات پا گیا۔ اس نے بیوی دو بیٹا اور تین بیٹی چھوڑا تو ان پانچ اولاد کے ساتھ ہی بیوی کو بھی شمار کر لیا جائے گا اور چھ حصہ میں سے ایک حصہ دے دیا جائے گا اگر غیر وصیتی وراثت کے تحت تقسیم کرنا ہو تو۔ اس کے برعکس اسلامی قانونِ وراثت میں وہ کچھ بھی پائے گی بحیثیت بیوی پائے گی، اپنی ہی بچوں کے مساوی بن کر نہیں پائے گی۔

تعلیقات: ۱۔ اسلام میں وراثت کا قانون اللہ کی جانب سے متعین ہے۔

۲۔ اسلام میں انسان کو اپنی زندگی میں کسی کو محروم کرنے کی نیت کے بغیر پورا مال خرچ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

۳۔ اسلام میں اولاد کے درمیان ھبہ اور عطیات میں بھی عدل مطلوب ہے

۴۔ مسلمہ ضرورتوں کے پیش نظر (مثلا معذوری کی بنیاد پر) اولاد کے درمیان ھبہ میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔

ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت

دفعہ نمبر: 61-باب:2-تجزیہ: خلاف شرع۔

تفصیل: ۱-ایک تہائی سے زیادہ وصیت ورثاء کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں کی جاسکتی۔

۲-اگر ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کر دی گئی ہو تو:

الف-تمام وارثین نے انکار کر دیا تو ایک تہائی سے زیادہ وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

ب-نابالغ اور اجازت نہ دینے والے ورثاء کو ایک تہائی نکال کر ان کا پورا حصہ مل جائے گا۔

ج-جن ورثاء نے اجازت دی ان کے حصے میں سے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نافذ کی جائے گی۔

دلائل:

۱-عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ جَاءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُنِي مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِي مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلاَ يَرِثُنِي إِلاَّ ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ: لاَ ۔ قُلْتُ بِالشَّطْرِ قَالَ: لاَ قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ: الثُّلُثُ كَثِيرٌ، أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلاَّ أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ (۱)

(۱) (الجامع الصحیح للبخاری:5668)

ترجمہ: حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے زمانے میں میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے کہا: میرا حال آپ دیکھ رہے ہیں، میرے پاس مال ہے اور مجھے صرف ایک بیٹی ورثے میں ملے گی، کیا میں اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: آیا آدھا دے دوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تو پھر ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ایک تہائی بھی بہت ہے، یہ بہتر ہے کہ تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑو، بجائے اس کے کہ انہیں فقیر چھوڑو جو لوگوں سے سوال کریں۔ اور جو کچھ بھی تم اللہ کی خوشی کے لیے خرچ کرو گے، اس پر تمہیں اجر ملے گا، یہاں تک کہ جو کچھ تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔

۲۔عن ابن عباس: لو غض الناس من الثلث إلى الربع في الوصية لكان أحب إلي، لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الثلث والثلث كثير (۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر لوگ وصیت میں ایک تہائی سے ایک چوتھائی کی طرف منتقل ہو جائیں تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوگا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایک تہائی اور ایک تہائی بہت ہے۔''

۳۔ وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تجوز وصية لوارث إلا أن يشاء الورثة۔ حَسَّنَهُ الحافظ في التلخيص، وأخرج نحوه

(۱)(الاستذکار:6/283)

البخاري عن ابن عباس موقوفاً۔ (۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وارث کے لیے وصیت جائز نہیں، سوائے اس کے کہ ورثاء چاہیں۔

مظلوم کی مدد دو طرح سے کی جاسکتی ہے

وأما نصرُ المظلوم فلِمعنيين: أحدُهما: إقامةُ الشرعِ بإظهارِ العدل، والثاني: نصرُ الأخِ المسلمِ، أو الدَّفعُ عنِ الكتابيِّ وفاءً بالذِّمَّة. (كشف المشكل من حديث الصحيحين: ۱/ ۴۵۴)

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مظلوم کی مدد دو طرح سے کی جاسکتی ہے: ۱۔ شرعی قوانین نافذ کر کے اور عدل وانصاف کو غالب کر کے۔

۲۔ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کر کے یا ذمی (اہل ذمہ یعنی غیر مسلم شہری) کو (ان سے کئے ہوئے عہد و پیمان کے پیش نظر) ظلم سے بچا کر کے۔

---

(۱) الجامع الصحیح للبخاری

ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کا نفاذ ورثاء کی اجازت پر موقوف

دفعہ نمبر: 62۔شق:viii۔

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اس کی دو صورتیں ہیں: شرعی وارث ہے یا اجنبی اگر شرعی وارث ہے تو وصیت نافذ نہیں ہوگی جب تک کہ ورثاء اجازت نہ دیں اگر اجنبی ہے تو تہائی مال میں وصیت نافذ ہوجائے گی اور بقیہ مال میں وصیت کی تنفیذ ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

نوٹ: دفعہ ۶۱ کی تفصیل اوپر دیکھ لیں۔

دلائل:

۱۔عن ابن عباس: لو غض الناس من الثلث إلى الربع في الوصية لكان أحب إلي، لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الثلث والثلث كثير (۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر لوگ وصیت میں ایک تہائی سے ایک چوتھائی کی طرف منتقل ہوجائیں تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوگا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’ایک تہائی اور ایک تہائی بہت ہے۔‘‘

۲۔وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله

(۱) (الاستذکار:6/283)

صلى الله عليه وسلم: لا تجوز وصية لوارث إلا أن يشاء الورثة حَسَّنَهُ الحافظ في التلخيص، وأخرج نحوه البخاري عن ابن عباس موقوفاً۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وارث کے لیے وصیت جائز نہیں، سوائے اس کے کہ ورثاء چاہیں۔

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

اس مسئلے کا حل بھی اسلام کے قانون وصیت میں ہے، کیونکہ اس کے نفاذ کے بعد اگر وہ وارث ہوگا تو چاپلوسی اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی اور اگر وارث نہیں ہوگا تو اس کی چاپلوسی بھی اسے ایک تہائی سے زیادہ نہیں دلا سکے گی۔ اس طرح سے وارثوں کو یہ چاپلوس ایک تہائی سے زیادہ سے محروم نہیں کر سکے گا۔

مبہم وصیت کا حکم

دفعہ نمبر: 89۔

تجزیہ: خلاف شرع۔

تفصیل: ۱۔شریعت میں مبہم وصیت کا اعتبار نہیں ہے جیسے کہ اس ایکٹ میں لکھا ہوا ہے۔

۲۔ایکٹ جس طریقے سے مبہم وصیت کو کالعدم قرار دے کر ترکہ تقسیم کر رہا ہے وہ شریعت کے قانون وراثت کے خلاف ہے۔

وشاورهم في الأمر

شرط فاسد سے وصیت کا حکم

دفعہ نمبر: 108۔

تجزیہ: خلاف شرع

تفصیل: جہاں بھی موصی لہ موجود نہ ہو وہاں وصیت باطل ہوجاتی ہے اور وہ موصی کی جانب عود کر آتی ہے۔ وصیت کو شرط پر معلق کرنا جائز ہے؛ البتہ شرط فاسد سے شرط باطل ہوجائے گی لیکن وصیت باطل نہیں ہوگی۔ اور موصی لہ اگر موصی کے مرنے کے وقت موجود نہ ہو تو وصیت باطل ہوکر موصی لہ کی جانب لوٹ آئے گی، موصی لہ موصی کے وقت موجود نہ ہوتو موصی کی طرف شاید لوٹے گی۔ (یہاں پر ٹائپنگ مسٹیک ہے شاید)۔

دلائل:

والوصية تارة تكون منجزة وتارة معلقة بشرط فيجب أن يعلم بأن تعلق الوصية بالشرط جائز۔ (۱)

ترجمہ: وصیت کی اقسام: وصیت کبھی نافذ ہوتی ہے اور کبھی شرط کے ساتھ معلق ہوتی ہے، لہٰذا یہ جاننا ضروری ہے کہ وصیت کا شرط سے تعلق جائز ہے۔

الاسلام

(۱)(البحر الرائق « کتاب الوصایا کوئٹہ 054/8 « زکریا.

وراثت کا تحقق

دفعہ: 321

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: ا۔مورث کے انتقال سے مورث کے چھوڑے ہوئے مال میں وارثین کی ملکیت خود بخود ثابت ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ میراث سے مانع کوئی وجہ نہ پائی جاتی ہو۔ ثبوتِ ملکیت کے لئے ایگزیکیوٹر یا ایڈمنسٹریٹر کی رضامندی ضروری نہیں۔

۲۔انتظامی امور مثلاً بینک کے ڈیپازٹ باکس سے سامان نکالنے جیسی صورتوں میں اس کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

دلائل:

ا۔أَلْحِقُوا الفَرائِضَ بأَهْلِها، فَما بَقِيَ فَلِأَوْلى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔(۱)

۲۔ للرجال نصيب مما ترك الوالدين والأقربون , وللنساء نصيب مما ترك الوالدين والأقربون مما قل منه أو كثر نصيبا مفروضا(۲)

ترجمہ: حدیث: فرائض کو ان کے اہل کے ساتھ ملا دو، جو بچ جائے وہ کسی مرد کے زیادہ حق میں ہے۔

آیت: مردوں کے لیے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں حصہ ہے، اور عورتوں کے لیے بھی والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں حصہ ہے، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، یہ ایک مقررہ حصہ ہے۔

(۱)(بخاری:6737)

(۲) {النساء:11}

تقسیم وراثت کے لیے
ایک سال کی مدت کی قید درست نہیں

دفعہ: 326

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں۔

تفصیل: ا۔ یگزیکیوٹر یا ایڈمنسٹریٹر پر لازم ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو وراثت کی ادائیگی کرے۔ اس کے لئے ایک سال کی میعاد ختم ہونے تک کی مہلت دینا صحیح نہیں ہے۔

۲۔ انتظامی امور کی بعض دقتوں کی وجہ سے اس مدت کی قید کی ضرورت پڑسکتی ہے۔

دلائل:

ا۔ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ [۱]

ترجمہ: وصیت یا قرض کی ادائیگی کے بعد۔

---

[۱] [النساء:11]

لیو اِن ریلیشن شپ کا شرعی حکم

دفعہ: 378 تا 389۔ حصہ:3

تجزیہ: خلاف شرع بعض صورتوں میں

تفصیل: لیو ان ریلیشن شپ زنا اور عوامل زنا کو شامل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔

دلائل:

۱۔وَلَا تَقْرَبُوا ٱلزِّنَىٰٓ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ فَٰحِشَةً وَسَآءَ سَبِيلًا (۱)

۲۔لا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بامْرَأَةٍ إلّا مع ذِي مَحْرَمٍ فَقامَ رَجُلٌ،فقالَ: يا رَسولَ اللَّهِ، امْرَأَتي خَرَجَتْ حاجَّةً، واكْتُتِبْتُ في غَزْوَةِ كَذا وكَذا، قالَ: ارْجِعْ فَحُجَّ مع امْرَأَتِكَ۔(۲)

ترجمہ: آیت: اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک یہ بہت ہی بے ہودہ اور برا راستہ ہے۔

حدیث: کسی مرد کا کسی عورت کے ساتھ رہنا محرم کے بغیر نہ ہو، تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: اے رسول اللہ! میری بیوی حج کے لیے نکل گئی ہے، اور میں نے ایک غزوے میں نام لکھوایا ہے، تو رسول اللہ نے فرمایا: واپس جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

(۱) (الاسراء:۳۲.

۲)(الجامع الصحیح للبخاری:5233)"

سماج پر مذکورہ دفعہ کا اثر:

اس پر مختصراً نوٹ پہلے لکھی جا چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ یہاں مختصراً یہ عرض ہے کہ نکاح کو اس قدر آسان کرنا ضروری ہے کہ نکاح بہت کم خرچ پر اور جلد کرنا رائج کر دیا جائے تو لیوان ریلیشن کے بڑھتے رجحان کو کم کیا جا سکتا ہے۔

وصلی اللہ تعالی علی النبي الکریم وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین آمین

○○○

یونی فارم سول کوڈ کسی طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

”ہم یونی فارم سول کوڈ کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کریں گے، یونی فارم سول کوڈ کو ہم مسلمانوں کے خلاف سمجھتے ہیں، ہندوؤں کے خلاف سمجھتے ہیں، عیسائیوں کے خلاف سمجھتے ہیں، سکھوں کے خلاف سمجھتے ہیں اور خود اس ملک کے خلاف سمجھتے ہیں، اگر اس ملک میں مذہب کو بدلنے یا مذہب کو توڑنے کی کوشش کی گئی تو ہم رکاوٹ بنیں گے، ہم آڑے آئیں گے، کل بھی ہم نے اس ملک کی آزادی کے لئے قربانیاں دی تھیں اور آج بھی ہم اس ملک کی حفاظت کے لئے قربانیاں دینے کے لئے تیار ہیں۔“ (اقتباس از خطاب: ۳۰ر نومبر ۱۹۹۵ء اررریا بہار)

کتابیات

شمار	نام کتاب	مصنف	مطبع
۱	قرآن مجید		
۲	أحكام القرآن لابن العربي	القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي المعافري الاشبيلي المالكي	دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
۳	الجامع الصحيح للبخارى	امام محمد بن اسماعيل البخارى	اتحاد، دیوبند
۴	الجامع الصحيح لمسلم	مسلم بن الحجاج القشيرى	اتحاد، دیوبند
۵	سنن الترمذى	ابوعيسى محمد بن عيسى الترمذى	اتحاد، دیوبند
۶	سنن أبي داود	سليمان بن اشعث	اتحاد، دیوبند
۷	سنن ابن ماجة	محمد بن يزيد القزوينى	اتحاد، دیوبند
۸	سنن النسائى	أحمد بن شعيب النسائى	اتحاد، دیوبند
۹	(السنن الكبرى للبيهقي	أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي	دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
۱۰	إعلاء السنن	الشيخ ظفر أحمد العثماني	دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
۱۱	الدر المختار	محمد بن علي الحنفي الحصكفي	دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
۱۲	الهداية للمرغينانى	الإمام برهان الدين علي المرغيناني	دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

۱۳	البحرالرائق	زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري	دار الكتب العلمية، بيروت،لبنان
۱۴	المغنی لابن قدامه	أبو محمد عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة	مكتبة القاہرة، مصر
۱۵	نفع المفتى والسائل	أبي الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي الهندي الحنفي	دار ابن حزم، بيروت
۱۶	كتاب التلخيص الحبير	أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني	دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
۱۷	(الاستذكار	أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي	دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان
۱۸	كتاب الفسخ و التفريق	حضرت مولانا عبدالصمد رحمانی رح	مکتبہ امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ
۱۹	الحيلة الناجزة	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی	مکتبہ رضی، دیوبند
۲۰	اسلامی قانون متعلق مسلم پرسنل لا	حضرت امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانی رحمہ اللہ	زکریا آفسیٹ پریس دیوبند
۲۱	ویکیپیڈیا		
۲۲	مختلف رسائل وجرائد		
۲۳	The Uniform Civil, Code of Uttara Khand, 2024	Uttara Khand Assembly	